

مجموعہ رسائل

لوہین سن رفتنہ قادیانیت انمول موتی
 پر لا جواب رسائل
 دس ہزار نقد انعام آسمانی دلہن تکفیر سلم

تالیف

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبد الرحمن مظفر گڑھی

مکتبہ سروریکہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شب لاہور

فول: ۸۴۳۷۶۲

مجموعہ مسائل

توہینِ حسین رفتہ قادیانیت
 پر لا جواب رسائل
 نقدِ انعام و سب ہزار
 آسمانی دہن تکفیرِ مسلم
 انمول موتی

تالیف

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمن مظفر گڑھی

مکتبہ سیر و سیرۃ

مخزن العلوم و بی و ن ٹاؤن شپ لاہور

فول: ۸۴۳۷۶۲

جملہ حقوق بحق ناشی محفوظ ہیں

نام کتاب	مجموعہ رسائل
مصنف	ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمن
ناشر	مکتبہ سروریہ مخزن العلوم ا۔ ب۔ س۔ ٹاؤن
تاریخ اشاعت	جولائی ۱۹۹۶ء
تعداد	۱۱۰۰
قیمت	

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو اپنے استاد
محترم مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی^{مظلہ}
کی طرف منسوب کرتا ہوں جسکی محنت
اور کوششوں کے نتیجہ میں اس قابل
ہوا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کر سکوں۔
اللہ تبارک و تعالیٰ میری اس کاوش کو
قبول فرمائے اور استاد محترم کے علم میں مزید
اضافہ فرمائیں۔
(آمین ثناء آمین)
عبد الرحمن

فہرست مضامین

بہشتدار

صفحہ

۱۔ آسمانی دلہن ۱

۲۔ توہینِ حسین ۵۲

۳۔ انمولے موتی ۸۰

۴۔ دس ہزار کا نقدِ انعام ۱۰۴

۵۔ تکفیرِ مسلم ۱۱۲

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا مرے دل! ابھی کچھ باؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مزا ہوتا ہے (مزا چ)

ہم انتظارِ وصل میں وہ آغوشِ غیر میں
قدرتِ خدا کی درد کہیں اور دوا کہیں

آسمانی دوا

جس کی رخصتی روزِ نکاح سے آج تک نہ ہوئی
اور نہ قیامت تک ہو سکے گی!

تالیف

ابن سرور ابو الشہید حافظ عبد الرحمن مظفر گڑھی

مکتبہ سیرۃ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون: ۸۴۴۷۶۲

مقدمہ

مرزا صاحب کے رشتہ داروں میں سے ایک شخص احمد بیگ تھے انہیں ایک دفعہ کسی ضروری کام کے لئے مرزا صاحب کے ہاں جانا پڑا۔ وہ کام احسان اور ایثار پر مبنی تھا اس سلوک و مروت کے عوض جناب مرزا صاحب نے اس کی دختر کلاں محمدی بیگم کا رشتہ اپنے لئے مانگا۔ اس فیور انسان نے مرزا جی کی اس بات کو غیر بشری فائدہ سمجھتے ہوئے ٹھکرا دیا۔ اور بقول مرزا صاحب وہ تیوری پڑھا کر چلا گیا۔ تو مرزا صاحب نے کچھ خاک اڑائی۔ کیا کیا گیدڑ بھجھکیاں دیں۔ مغلوب الغضب ہو کر کس طرح آسمانی نکاح کی پیشگوئی کی۔ اور میں برس تک سلسلہ الہام بافی جاری رکھا۔ اپنے آسمانی خسر کو کس طرح تارڑا۔ اپنے کامیاب ارضی قریب کو کیونکر لٹکا را۔ اپنے گھر کو کیسے اجاڑا۔ اپنی بیوی کو چھوڑا۔ اور اپنے بیٹے کی اہلیہ یعنی بہو کو کس طرح طلاق دلوائی۔ اپنے بیٹوں سلطان احمد اور فضل احمد کو کیسے عاق کیا۔ اور تمام عربہ و اقارب سے قطع رحمی کی۔ اور اشتہار تک شائع کئے۔ یہ آسمانی منکوحہ کس طرح آغوش غیر کی رحمت بنی رہی۔ اور مرزا صاحب کس طرح کف افسوس ملتے اور ایڑیاں رگڑتے رہے آخر بے بسی کے عالم میں مایوس ہو کر کس طرح رخصتی سے پہلے نکاح کے نسخہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ تمام کہانی آپ زیر نظر رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تعلقات اراکین خاندان

۱۔ مرزا غلام احمد صاحب - محمدی بیگم کے خواستگار۔

۲۔ محمدی بیگم ایک نو عمر لڑکی۔

۳۔ مرزا احمد بیگ محمدی بیگم کے والد اور مرزا غلام احمد صاحب کے ماموں زاد بھائی۔

۴۔ عمر النساء والدہ محمدی بیگم جو کہ مرزا غلام احمد صاحب کی چچا زاد بہن۔ اور

مرزا امام الدین کی حقیقی ہمشیرہ۔

۵۔ مرزا امام الدین صاحب مرزا غلام احمد صاحب کے چچا زاد بھائی اور محمدی

بیگم کے حقیقی ماموں

۶۔ فضل احمد اور سلطان احمد۔ مرزا غلام احمد صاحب کے لڑکے۔

۷۔ عزت بی بی فضل احمد کی اہلیہ اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی۔

۸۔ مرزا اعلیٰ شیر بیگ عزت بی بی کے والد مرزا غلام احمد صاحب کے سمدھی

۹۔ والدہ عزت بی بی مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ۔ مرزا غلام احمد صاحب کی سمدھی

۱۰۔ مرزا سلطان محمد محمدی بیگم کا شوہر اور مرزا غلام احمد صاحب کا کامیاب قیب۔

۱۱۔ پیچھے دی ماں سلطان احمد فضل احمد کی والدہ مرزا غلام احمد صاحب کی پہلی بیوی۔

۱۲۔ نصرت جہاں بیگم۔ مرزا غلام احمد صاحب کی دوسری بیوی۔

ناظرین کلام! جیسا کہ تعلقات اراکین سخیلا ہے کہ محمدی بیگم کے والد ماجد (احمد بیگ) مرزا جی کے ماموں زاد اور اس کی والدہ ماجدہ مرزا جی کی چچا زاد بہن تھیں یہ ہوشیار پور کے رہنے والے تھے۔ محمدی بیگم اکثر اپنے ماموں مرزا مام الدین کے ہاں قادیان رہتی تھیں، جس کا گھر مرزا جی کے گھر کے عین سامنے تھا۔ مرزا جی کی آنکھیں دو چار سو میں تو دل ہار بیٹھے اور اس محبت کو چھپائے لکھا۔ آخر محمدی بیگم کے والد ماجد کسی کام کے سلسلہ میں قادیان مرزا جی کی خدمت میں حاضر ہوئے چونکہ یہ کام جواشیار و احسان پر مبنی تھا مرزا جی کے قبضہ دست میں تھا مرزے جی کے دل میں پرانی محبت نے پھر انگریزائی لی اور دل آنا بے قابو ہوا کہ اس کام کے عوض محمدی بیگم کا رشتہ طلب کیا۔ احمد بیگ اس سٹے بازی پر بڑا سٹٹا پایا۔ بغیر کام کر کے مرزا جی کے چہرہ پر تھوک کر چلا گیا۔ اس قصہ کی خبر جوں جوں شہور ہوئی ہر طرف سے مرزا جی کی اس حرکت کو حقاقت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ مرزا جی کو پتہ چلا تو اپنی اس خفیت کو مٹانے کے لیے ایک اشتہار دیا جسے میں خدا داد موقع کے عنوان سے درج ذیل کرتا ہوں۔

خدا داد موقع: مرزا جی فرماتے ہیں محمدی بیگم کے رشتہ دار مجھ سے کوئی نشانہ آسمانی (یعنی میرے نبی ہونے کا معجزہ) مانگتے ہیں۔

اس وجہ سے کئی مرتبہ دعا کی گئی۔ سورہ وعاقل ہو کر خدا تعالیٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ اس طرحی کا والد (مرزا احمد بیگ) ایک فرودی کام کے لیے ہماری طرف مبعوث ہو گا۔ اس کی یہ ہے کہ نام بردہ (مرزا احمد بیگ) کی ایک ہمشیرہ سے ایک چچا زاد بھائی غلام حسین کو بیاہی گئی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے مفقود و الخیر ہے۔ اس کی زمین جس کا حق ہمیں بھی پہنچتا ہے۔ نام بردہ (احمد بیگ) کی ہمشیرہ کے نام کا غزالت سرکاری میں درج کرا

دی گئی تھی۔ اب حال کے بندوبست میں جو ضلع گورداسپور میں جاری تھا نام بردہ یعنی ہمد کے خط کے مکتوب الیہ (احمد بیگ) نے اپنی ہمشیرہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار پانچ ہزار روپے قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد بیگ کے نام بطور مہبہ منتقل کرادیں چنانچہ ان کی ہمشیرہ کی طرف سے مہبہ نامہ لکھا گیا۔ چونکہ وہ مہبہ نامہ ہماری مرضی کے بغیر لکھا تھا اس لیے مکتوب الیہ (احمد بیگ) نے تمام ترجمہ و انکسار ہماری طرف رجوع کیا تاہم ہم رضی ہو کر اس مہبہ نامہ پر دستخط کر دیں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بٹے بٹے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب الہی میں استخارہ کر لینا چاہئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ (مرزا احمد بیگ) کو دیا گیا۔ پھر مکتوب الیہ کے متواتر امرار سے استخارہ کیا گیا۔ گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپہنچا تھا جس کو خدائے تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔

اس خدائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں) (محمدی بیگم) کے نکاح کے لیے سلسلہ جنباں کرادوں کہ وہ کھدے کر تمام سلوک و مردت تم سے اسی پر کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لیے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروردی ۱۸۸۶ء میں درج ہے لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس شرک کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال کے اندر اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر تفرقہ اور جنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لیے کئی کراہیت اور غم کے امر پیش آئیں گے مرزا غلام احمد صاحب کا اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۶

مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود جلد اول ص ۱۱۶

لایح اور دھمکی، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی

ٹرکی کے نکاح کے لیے درخواست کر اور اس کے دے پہلے وہ تیس دامادی میں قبول کرے اور
 تہہ نوسہ روشنی حاصل کر سکا کہدے کہ مجھے اس زمین کے مہر کرنے کا حکم مل گیا ہے جس
 کے تم خواہش مند ہو بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات بھی تم پر
 کیے جائیں گے بشرطیکہ تم اپنی بڑی ٹرکی کا مجھ سے نکاح کر دو۔ میرے اور تمہارے گھرانے میں
 ہے تم مان لو گے تو میں بھی تسلیم کروں گا مگر تم قبول نہ کرو گے تو جزوار ہو مجھے خدا نے یہ
 بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس ٹرکی کا نکاح ہو گا تو نہ اس ٹرکی کے لیے یہ نکاح
 مبارک ہو گا اور نہ تمہارے لیے۔ ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے جس کا نتیجہ موت
 ہو گا پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے بلکہ تمہاری موت قریب ہے
 اور ایسا ہی اس ٹرکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ حکم اللہ کا ہے پس
 جو کرنا ہے کرو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے پس وہ (مرزا احمد بیگ) تیوری چڑھا کر چلا
 گیا۔ (آئینہ کالات اسلام تصنیف جناب مرزا صاحب مکت ۵۴)

مرزا احمد بیگ کا بڑاڑ کا محمدی حکیم کا حقیقی بھائی جناب مرزا غلام احمد صاحب تادیانی کے
 خاص دوست حکیم نور الدین کے پاس زیر علاج تھا اس کے کئی خط مرزا صاحب کے نام آتے تھے جن میں اس نے
 درخواست کی کہ آپ (یعنی مرزا صاحب) جناب حکیم نور الدین صاحب کو لکھیں کہ وہ محکمہ پولیس میں
 مجھے نوکر لادیں۔ اس پر مرزا صاحب نے حکیم نور الدین صاحب کو خط بھیجا (از مرفعت)

حکیم نور الدین کے نام خط

مخدومی سکرمی انور مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمۃ اللہ تعالیٰ علیکم ورحمۃ اللہ
 وبرکاتہ، مہربانی نامہ آن محکمہ پینچ کر بڑہ افادۃ از مرض بہت خوشی ہوئی۔ الحمد للہ علی ذلک

... محمد بیگ لڑکا جو آپ کے پاس ہے۔ آں مکرم کو معلوم ہو گا کہ اس کا والد
 بوجہ اپنی ناسمجھی اور حجاب کے اس عاجز سے سخت عداوت و کینہ رکھتا ہے۔ اور ایسا
 ہی اس کی والدہ بھی چونکہ خدا تعالیٰ نے بوجہ اپنے بعض مصالح کے اس لڑکے کی ہمیشہ
 (محمدی بیگم) کی نسبت وہ الہام ظاہر فرمایا تھا۔ کہ جو بذریعہ اشتہارات شائع ہو
 چکا ہے۔ اس وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں حد سے زیادہ جوش مخالفت ہے
 اور مجھے معلوم نہیں کہ وہ امر جس کی نسبت مجھے اس شخص کی ہمیشہ کی نسبت اطلاع
 دی گئی ہے کیونکر اور کس راہ سے وقوع میں آئے گا۔ اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔
 کہ کوئی نرمی کارگر نہ ہوگی **وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ**۔ کرتا ہے اللہ جو چاہتا ہے ...
 لیکن تاہم کچھ مضائقہ نہیں کہ ان لوگوں کی سختی کے عوض میں نرمی اختیار کر کے
اِذْ فَعَّيَا لَتِي هِيَ اَحْسَنُ کا ثواب حاصل کیا جائے۔ اس لڑکے محمد بیگ کے کتنے
 خطوط اس مضمون کے پہنچے کہ مولوی نور الدین صاحب پولیس کے محکمہ میں مجھ کو
 نوکر کرا دیں۔ آپ برائے مہربانی اس کو بلا کر نرمی سے سمجھائیں۔ کہ تیری نسبت انہوں
 انہوں نے (یعنی مرزا صاحب) بہت کچھ سفارش لکھی ہے۔ اور تیرے لئے جہاں تک
 گنجائش اور مناسب وقت ہو کچھ فرق نہ ہو گا غرض آں مکرم میری طرف سے ذہن
 نشین کرا دیوں۔ کہ وہ (یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی) تیری نسبت بہت
 تاکید کرتے ہیں۔ اگر محمد بیگ آپ کے ساتھ آنا چاہے تو ساتھ لے آویں۔ زیادہ خیریت و سلام
 خاکسار غلام احمد لدھیانہ محلہ اقبال گنج ۳۱ مارچ ۱۸۸۷ء مکتوبات احمدیہ جلد ۵ مکتوب نمبر ۶
 اور ۳۷

داس مکتوبے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ذہنیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ محمدی بیگم کے بھائی کو ملازمت کا لالچ دے کر ہموار کیا جائے کہ تمہارا بہت خیال ہے مناسب وقت یعنی محمدی بیگم کی مرزا صاحب کے شادی ہو جائے تو ضرور کوشش کی جائے گی۔ اس لئے واجب ہے کہ مرزا صاحب کے واسطے تم اپنی ہمیشہ کے معاملہ میں پوری کوشش کرو۔ مؤلف عبدالرحمن

مکرمی مخدومی اخویہ مرزا احمد بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ -
خدا کی طرف سے حکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ابھی ابھی مراقبہ سے فارغ ہی ہوئے تھا۔ تو کچھ غنودگی سی ہوئی۔ اور خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ احمد بیگ کو مطلع کر دے کہ وہ بڑی لڑکی کا رشتہ منظور کرے یہ اس کے حق میں ہماری جانب سے خیر و برکت ہوگا۔ اور ہمارے انعام و اکرام بارش کی طرح اس پر نازل ہوں گے اور تنگی اور سختی اس سے دور کر دی جائے گی۔ اور اگر انحراف کیا۔ تو مورد عتاب ہوگا۔ اور ہمارے قہر سے بچ نہ سکے گا۔ اور میں نے اس کا حکم پہنچا دیا تاکہ اس کے رحم و کرم سے حصہ پاؤ۔ اور اس کی بے بہا نعمتوں کے خزانے تم پر کھولے جائیں اور میں اپنی طرف سے تو صرف یہی عرض کرتا ہوں۔ کہ میں آپ کا ہمیشہ ادب و لحاظ ہی ملحوظ رکھتا ہوں۔ اور آپ کو ایک دیندار ایماندار بزرگ تصور کرتا ہوں۔ اور آپ کے حکم کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں۔ اور میرے نام پر حیب لکھو حاضر ہو کر دستخط کر جاؤں۔ اور اس کے علاوہ میری املاک خدا کی اور آپ کی ہے۔ عزیز محمد بیگ کے لئے پولیس

میں بھرتی کرنے اور عہدہ دلانے کی خاص کوشش و سفارش کر لی ہے تاکہ وہ کام میں لگ جائے اور اس کا رشتہ میں نے ایک بہت امیر آدمی جو میرے عقیدتمندوں میں ہے۔ تقریباً کر دیا ہے اور اللہ کا فضل شامل حال ہو۔ فقط خاکسار غلام احمد عفی عنہ لدھیانہ۔ اقبال گنج مورخہ ۲۰ فروری ۱۳۳۷ء منقول از رسالہ نوشتہ بیضا از خالہ و ذکورہ بالا خط کا جواب نہ ملنے پر جناب مرزا صاحب نے حسب ذیل دوسرا خط روانہ فرمایا۔ مؤلف عبدالرحمن عہدہ

پر و کار کے حکم سے { بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے عزیز سسر۔ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ میری سنجیدہ بات لغو سمجھتے ہیں۔ اور میرے کمرے کو کھوٹا خیال کرتے ہیں۔ بخدا میرا یہ ارادہ نہیں کہ میں آپ کو تکلیف دوں۔ انشاء اللہ آپ مجھے احسان کرنے والوں میں سے پائیں گے اور میں یہ عہد استواری کے ساتھ لکھ رہا ہوں۔ کہ اگر آپ سے میرے خاندان کی مرضی کے خلاف میری بات کو مان لیا۔ تو میں اپنی زمین اور باغ میں سے آپ کو حصہ دوں گا اور اس رشتہ کی وجہ سے آپس کی نزاع اور اختلاف رفع ہو جائے گا۔ اور خدا میرے کنبہ اور خاندان کے قلوب کی اصلاح کر دینگا۔۔۔۔ اگر آپ نے میرا قول اور بیان مان لیا تو مجھ پر مہربانی کی اور احسان کیا۔ اور میرے ساتھ نیکی ہوگی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔ اور آپ کی درازی عمر کے لئے ارحم الراحمین کے جناب میں دعا کروں گا۔ اور آپ سے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ آپ کی لڑکی کو اپنی زمین کا اور دیگر ملوکات کا ایک تہائی حصہ دوں گا۔ اور میں سچ کہتا ہوں کہ اس

میں سے جو کچھ مانگیں گے۔ میں آپ کو دوں گا۔ صلہ رحم۔ عزیزوں سے محبت اور رشتہ کے حقوق کے بارے میں آپ کو مجھ جیسا کوئی شخص نہیں ملے گا۔ آپ مجھے مصیبتوں میں اپنا دستگیر اور بار اٹھانے والا پائیں گے۔ اس لئے انکار میں اپنا وقت ضائع نہ کیجئے اور شک و شبہ میں نہ پڑیے۔ میں اپنا یہ خط پروردگار کے حکم سے لکھ رہا ہوں۔ اپنی رائے سے نہیں۔ آپ میرے اس خط کو اپنے صندوق میں محفوظ رکھئے۔ یہ خط بڑے سچے اور امین کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ میں ایمیں سچا ہوں اور جو کچھ میں نے وعدہ کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور میں نے جو کچھ کہا ہے وہ میں نے نہیں کہا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اپنے الہام سے کہلوا یا ہے اور مجھے میرے پروردگار کی وصیت تھی۔ اس لئے میں نے اسے پورا کیا۔ ورنہ مجھے آپ کی یا آپ کی لڑکی کی کچھ حاجت نہیں تھی۔ . . . اگر میعاد گذر جائے اور سچائی ظاہر نہ ہو۔ تو میرے گلے میں رسی اور پاؤں میں زنجیر ڈالنا۔ اور مجھے ایسی سزا دینا۔ کہ تمام دنیا میں کسی کو نہ دیتی ہو

آئینہ کمالات اسلام تعریف جناب مرزا غلام احمد صاحب ۵۳۵

(اس خط کا جواب بھی نہیں ملتا۔ ادھر مکتوب الیہ احمد بیگ والد محمدیہ بیگم کا چھوٹا لڑکا فوت ہو جاتا ہے تو جناب مرزا صاحب تقویٰ خط روانہ فرماتے ہیں۔ مؤلف عبدالرحمن عابد، خط حسب ذیل ہے

مشفق مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند

آں کرم کی خبر سنی تھی۔ تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا۔ اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزرا پر سی سے مجبور ہوا۔ صد مہ وفات فرزند ان حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں کوئی اور صدمہ نہ ہو گا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے۔ اور اس کا بدلہ صاحب عمر عطا فرما دے اور عزیزی محمد یگ کو عمر دراز بخشے۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کہ کوئی بات اس کے آگے انہوں نے نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو۔ لیکن خداوند کریم جانتا ہے کہ آپ کے لئے دعا خیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں۔ تا میرے دل کی محبت اور خلوص ہمدی ہو آپ کی نسبت مجھ کو ہے۔ آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے۔ تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو میں خدا تعالیٰ قادر و قیوم کی قسم ہے میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ الہام ہوا تھا۔ کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہو گا اگر دوسری جگہ ہو گا۔ تو خدا تعالیٰ کی تئیں ہیں وارد ہوں گی۔ اور آخر اسی جگہ ہو گا کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلا دیا۔ کہ دوسری جگہ اس رشتے کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہو گا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا ہوا آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتا ہوں

ہوں۔ کہ اس رشتے سے آپ انحراف نہ فرمائیں۔ کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت بد
 موجب برکت ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھولے گا۔ جو آپ کے خیال
 میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے
 ہاتھ میں زمین و آسمان کی کنجی ہے۔ تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی۔ اور آپ کو شاید
 معلوم ہوگا۔ یا نہیں۔ کہ یہ پیشگوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے۔
 اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا۔ کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع
 رکھتا ہے۔ اور ایک جہاں کی اس طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت
 سے نہیں۔ بلکہ حماقت سے منتظر ہیں۔ کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلے۔ تو ہمارا پلہ بھاری ہو
 جن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا۔ اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور
 میں جا کر دیکھا۔ کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیشگوئی کے ظہور کیلئے
 بھرق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمان کا تقاضا ہے۔ اور
 یہ طرز جیسے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا
 تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ہیں ایمان لایا ہے آپ
 سے ملحق ہے۔ کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون نہیں
 تاکہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا
 اور جو اہر آسمان پر ٹھہر چکا ہو وہ زمین پر ہرگز نہیں بدل سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین
 و دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس آسمان

پر سے مجھے الہام کیا ہے آپ کے سب غم دور ہوں۔ اور دین دنیا دونوں خدا تعالیٰ
 آپ کو عطا فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائم لفظ ہو تو معاف فرماؤں والسلام
 خاکسار غلام احمد عفی عنہ۔ ۱۷ جولائی ۱۹۸۲ء روز جمعہ منقول از رسالہ مکہ فضل رحمانی ص ۱۳۳
 تالیف قاضی فضل احمد (مذکورہ بالا خط کا جواب بھی نہیں ملا۔ از مؤلف عبد الرحمن عیسیٰ)
 محمدی بیگم کی حقیقی بیوی اور جناب مرزا صاحب کے صاحبزادے فضل احمد کی
 ساس کے نام خط۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو۔ کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ
 چند روز میں محمدی بیگم مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا
 تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں۔ اس نکاح سے رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اور کوئی تعلق
 نہیں ہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ لکھتا ہوں۔ کہ اپنے بھائی احمد بیگ کو سمجھا
 کہ یہ ارادہ موقوف کرادو۔ اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو۔ اس کو سمجھاؤ۔ اور اگر
 ایسا نہ ہو گا۔ تو آج میں نے مولوی نور الدین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا
 ہے۔ کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ۔ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ
 لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا
 جاوے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ اس کو وراثت
 کا نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں۔ کہ شرعی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا
 آجائے گا۔ جس کا یہ مضمون ہو گا۔ کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی بیگم کا نکاح غیر کے

ساتھ کرنے سے باز آوے تو پھر اسی روتے ہوئے محمدی بیگم کا کسی اور سے نکاح ہو جاوے۔ عزت بی بی کو تین طلاق ہیں سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی بیگم کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا۔ اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائیگی۔ سو یہ شرعی طلاق ہے۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ قسم ہے۔ کہ بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے شامانہ تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا۔ اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پاسکتا۔ اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو۔ تو آپ کے واسطے بہتر ہوگا مجھے افسوس ہے کہ میں عزت بی بی کے لئے بہتری کی ہر طرح سے کوشش کرنا چاہتا تھا۔ اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے۔ کہ میں نے کوئی بات کچی نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی۔ کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ اور خدائے تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا۔ اسی دن عزت بی بی کو طلاق ہوگی۔ اور نکاح باقی نہیں ہے گا۔ راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ۔ اقبال گنج

مذکورہ بالا خط کا تتمہ، از طرف عزت بی بی دمرزا غلام احمد صاحب کے چھوٹے فرزند مرزا فضل احمد کی اہلیہ بطرف والدہ ماجدہ۔ سلام مسنون کے بعد اس وقت میری تباہی و بربادی کا خیال کرو۔ مرزا صاحب مجھ سے کسی قسم کا فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں یعنی محمدی بیگم کے والد کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی اور ہزار طرح رسوائی ہوگی۔ اگر منظور

نہیں تو پھر مجھے اس جگہ سے لے جاؤ پھر میرا اس جگہ ٹھیرنا مناسب نہیں۔

عزت بی بی از قادیان

اس خط پر مرزا صاحب کی طرف سے یہ ردِ بیمارک ہے۔ جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے اگر مرزا سلطان محمد سے محمدی بیگم کا نکاح رک نہیں سکتا۔ تو پھر بلا توقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیاں میں آدمی بھیج دو تاکہ ان کو لے جاوے (اللہ سے زور ظلم مؤلف)

عزت بی بی بذریعہ غلام احمد رئیس قادیاں۔ منقول از نوشتہ غیب۔

تالیف خالد وزیر آبادی

مذکورہ بالا خط کا جواب بھی نہیں ملتا۔ تو مرزا صاحب عزت بی بی کے والد اپنے بیٹے فضل احمد کے سسر محمدی بیگم کے حقیقی پھوپھ جناب مرزا علی شیر بیگ کو خط روانہ کرتے ہیں۔

مشفق مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا۔ اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سنا تا ہوں۔ آپ کو اس سے بہت رنج گزے گا۔ میں واللہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے ناپسند بتاتے ہیں۔ اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ

کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کسی قدر میری صداقت ہو رہی ہے۔ اب
 میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے
 اب آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح
 کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔
 عیسائیوں کو مہنسا ناچاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ
 اور رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت
 ان لوگوں نے یہ پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس کو خوار و ذلیل کیا جاوے۔ رو سیاہ
 کیا جاوے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ
 تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور سچائے گا۔ اگر آپ کے گھر کے
 لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں پوڑھایا چلا
 تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عاریا ننگ تھی۔ بلکہ وہ اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے
 اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا۔ اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب
 ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا
 گیا۔ کہ جن کو میں غولیں سمجھتا تھا۔ اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا۔ کہ اس کی
 اولاد ہو۔ اور میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے۔ وہی میری
 عزت کے پیاسے ہیں۔ کہ چاہتے ہیں۔ کہ خوار ہو۔ اور اس کا رو سیاہ ہو۔ خدا
 بے نیاز ہے جس کو چاہے رو سیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے

ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانہ رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا۔ کہ کاہے کا رشتہ ہے۔ صرف عزت بنی بنی کے نام کے لئے ہے۔ جو فضل احمد کے گھر میں ہے بے شک وہ طلاق دے دے ہم راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کر آکر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر جواب نہ آیا۔ اور بار بار کہا۔ کہ اس سے ہمارا باقی کیا رہ گیا ہے جو چاہے سو کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خولیشوں سے لپٹھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرنہ رہ گیا۔ کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی کی مجھے پہنچی ہیں بے شک میں ناجیز ہوں ذلیل ہوں خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں۔ تو میرے بیٹے کے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے۔ کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں۔ اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی اپنی منشاء ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا بلکہ ایک طرف سے جب محمدی بیگم کا نکاح کسی شخص سے ہو گا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دیگا۔ اگر نہیں دے گا۔ تو میں اس کو عاق اور لا وارث کر دوں گا۔ اگر میرے لئے احمد بیگم سے مقابلہ کر دے۔ اور یہ

ارادہ اس کا بند کرادو گے۔ تو میں بدل و جان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا۔ اور میرا مال ان کا مال ہو گا۔ لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ اس وقت کو سنبھال لیں۔ اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائے۔ اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں۔ کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے۔ تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ جب کہ آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوؤا۔ ایسا ہی سب رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج

انخویم مرزا غلام احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مذکورہ بالا خط کا جواب

گرامی نامہ پہنچا۔ غریب طبع یا نیک جو کچھ بھی آپ نیماں کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔ ہاں مسلمان ضرور ہوں۔ مگر آپ کی خود ساختہ نبوت کا قائل نہیں ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے سلف صالحین کے طریقے پر ہی رکھے۔ اور اسی پر ہی میرا خاتمہ بالخیر کرے۔ باقی رہا تعلق پھوڑنے

کا مسئلہ۔ تو بہترین تعلق خدا کا ہے۔ وہ نہ چھوٹے۔ باقی اس عاجز مخلوق کا تعلق ہوٹا۔
 تو پھر کیا۔ اور نہ ہوٹا تو پھر کیا۔ اور احمد بیگ کے متعلق میں کہہ ہی کیا سکتا ہوں۔ وہ
 ایک سیدھا سادہ مسلمان آدمی ہے جو کچھ ہوٹا۔ آپ کی طرف سے ہی ہوٹا۔ نہ آپ
 فضول ایمان گنواتے اور الہام بافی کرتے اور نہ وہ کنارہ کش ہوتا۔
 یہ ٹھیک ہے کہ خویش ہونے کی حیثیت سے آپ نے رشتہ طلب کیا۔ مگر آپ خیال
 فرمائیں۔ کہ اگر آپ کی جگہ احمد بیگ ہو۔ اور احمد بیگ کی جگہ آپ ہوں۔ تو خدا
 نکلتی کہنا۔ کہ تم کن کن باتوں کا خیال کر کے رشتہ دو گے۔ اگر احمد بیگ سوال
 کرتا اور وہ مجمع المرائض ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زیادہ عمر کا ہوتا۔ اور
 اس پر وہ مسئلہ کذاب کے کان بھی کتر چکا ہوتا (یعنی مسئلہ کذاب کی طرح نبوت
 کا جھوٹا مدعی ہوتا۔ مؤلف) تو آپ رشتہ دیتے (انصاف تو یہ ہے کہ مرزا شیر علی
 بیگ کی حجت کا جواب مرزا صاحب نہ دے سکے۔ مؤلف) یوں آپ کو خط لکھتے
 وقت آپ سے باہر نہیں ہونا چاہیے۔ لڑکیاں بھی کے گھروں میں ہیں۔ اور نظام
 عالم بھی انہیں باتوں سے قائم ہے۔ کچھ حرج نہیں۔ اگر آپ طلاق دلوائیں گے۔ تو
 یہ بھی ایک پیغمبری کی نئی سنت قائم کر کے بدزبانی کا سیاہ داغ مول لیں گے۔ باقی
 روٹی تو خدا اس کو بھی کہیں سے دے ہی دے گا۔ تر نہ سہی خشک۔ مگر وہ خشک
 بہتر ہے جو پسینہ کی کمائی سے پیدا کی جاتی ہے (بڑا لطیف طنز ہے مؤلف)۔
 میں بھائی احمد بیگ کو لکھ رہا ہوں۔ بلکہ آپ کا خط بھی اس کے ساتھ

شامل کر دیا ہے۔ مگر میں اس کی موجودگی میں کچھ نہیں کر سکتا۔ میری بیوی کا کیا حق ہے۔ کہ وہ اپنی بیٹی کے لئے بھائی کی لڑکی کو ایک دائم المریض آدمی کو جو مراقبے خدائی تک پہنچ چکا ہو۔ دینے کے لئے کس طرح لڑے۔۔۔۔۔

... ہاں اگر وہ خود مان لیں۔ تو میں اور میری بیوی خارج نہ ہوں گے۔

آپ خود ان کو لکھیں۔ مگر درشت اور سخت الفاظ آپ کا قلم گرانے کا عادی ہو چکا ہے۔ اس سے جہاں تک ہو سکے اعراض کریں۔ اور منت سماجت سے کام لیں۔ خاکسار علی شیر بیگ از قادیاں۔ منقول از نوشتہ غیب خالد وزیر آبادی

ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان

ماموں کی خط و کتابت { کیا۔ کہ لیکھرام کے قتل کے واقعہ پر جب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی تلاشی ہوئی۔ تو پولیس کے افسر بعض کاغذات اپنے خیال میں مشتبہ سمجھ کر ساتھ لے گئے اور چند دن کے بعد ان کاغذات کو واپس لے کر پھر بعض افسر قادیاں آئے اور چند خطوط کی بابت جن میں کسی ایک خاص امر کا کٹنا یہ ذکر تھا۔ حضرت مرزا صاحب سے سوال کیا۔ کہ یہ کیا معاملہ ہے؟

حضرت صاحب نے فوراً بتا دیا۔ کہ یہ خطوط محمدی بیگم کے رشتہ کے متعلق اور امر معلوم سے مراد یہی امر ہے۔ اور یہ خط مرزا امام الدین نے میرے نام بھیجے تھے۔ جو میرا چچا زاد بھائی ہے اور محمدی بیگم کا حقیقی ماموں ہے۔

سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۱ تالیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد بی 'اے قادیانی

اس معاملہ میں لڑکی کے ماموں (مرزا امام الدین صاحب) لیڈر تھے۔ اور مرزا احمد بیگ (لڑکی کا والد) ان کا تابع تھا۔ اور بالکل ان ہی کے زیر اثر ہو کر ان کے اشارے پر چلتا تھا۔ بحوالہ مذکورہ ص ۱۷۱

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ ایک دفعہ

انعام کا وعدہ

حضرت صاحب جالندھر جا کر قریباً ایک ماہ ٹھہرے تھے

اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں (مرزا امام الدین صاحب) نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کر دینے کی کوشش کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ یہ ان دنوں کی بات ہے کہ ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان احمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیار پور کے درمیان یکے میں آجایا کرتا تھا۔ اور وہ حضرت صاحب سے کچھ انعام کا بھی خواہاں تھا۔ اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ شخص اس معاملہ میں بدنیت تھا۔ اور حضرت صاحب سے کچھ روپیہ ڈانا چاہتا تھا۔ کیونکہ بعد میں یہی شخص اور اس کے دوسرے ساتھی اس لڑکی کے دوسری جگہ بیاہنے کے موجب ہوئے۔ مگر مجھے والدہ صاحبہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت صاحب نے بھی اس شخص کو روپیہ دینے کے متعلق بعض حکیمانہ احتیاطیں ملحوظ رکھی ہوئی تھیں (ان ہی احتیاطوں نے غالباً کام بگاڑ دیا۔ مؤلف) بحوالہ مذکورہ ص ۱۷۱

مکرمی انویم نشی رستم علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

خبر نمبر {

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - میں آپ سے دریافت

کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کی نسبت جو آپ نے خبر دی تھی۔ کہ بینا روز سے نکاح ہو گیا ہے۔ قادیاں میں اس خبر کی کچھ اصلیت معلوم نہیں ہوتی۔ یعنی نکاح ہو جانا کوئی شخص بیان نہیں کرتا۔ لہذا مکلف ہوں۔ کہ دوبارہ اس امر کی نسبت ابھی طرح تحقیقات کر کے تحریر فرماؤں۔ کہ نکاح اب تک ہوا یا نہیں۔ اگر نہیں ہوا۔ تو کیا وجہ ہے۔ مگر بہت جلد جواب ارسال فرماؤں۔ اور نیز سلطان احمد کے بارے میں ارقام فرماؤں۔ کہ اس نے جواب دیا ہے۔ والسلام خاکسار غلام احمد

مکتوبات احمدیہ جلد پنجم ۵ نمبر ۳

خانہ بریادی { ناظرین کو یاد ہو گا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصوصیت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبے کے وقت

اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ کی دخترکلاں کی نسبت بحکم والہام الہی اشتہار دیا تھا۔ کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مقدر اور قرار یافتہ ہے۔ کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے۔ یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آئے۔ چنانچہ تفصیل ان امور کی مذکورہ بالا اشتہار میں درج ہے

اب باعثِ تحریرِ اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائبِ تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے۔ وہی اس مخالفت پر آمادہ ہو گئے ہیں اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں۔ کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس رٹکی کا کسی سے نکاح کیا جاوے اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کاروائی ہوتی۔ تو ہمیں درمیان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور کیا فرض تھی۔ امر ربی تھا۔ اور وہی اس کو اپنے فضل سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدارِ المہام وہ بن گئے۔ جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی۔ اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا۔ اور بہت تاکیدِ خط لکھے۔ کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں۔ ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا۔ اور بالکل مجھ سے بیزاری ظاہر کی اگر ان کی طرف سے ایک تلواریں کا بھی مجھے زخم پہنچتا۔ تو سجدائیں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا۔ اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا۔ کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ اور ممدِ اچا باہر کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دو بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول۔ یہ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مخالفت کر لی چاہی۔ اور چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو۔ اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد

رکھی ہے اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی۔ اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلنے میں کچھ فرق نہیں کیا۔

دوم۔ سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ ہوں۔ سخت ناچیز قرار دیا۔ اور میری مخالفت پر کمر باندھی۔ اور قوی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا۔ اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی۔ اور اس کی ہتک بدل و جان منظور رکھی۔ چوں کہ اس نے دونوں طور کے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا۔ اور اپنے باپ کا بھی۔ اور ایسا ہی اس کی والدہ نے کیا۔ سو جب کہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں نہیں چاہتا۔ کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی رہے۔ اور ڈرتا ہوں۔ کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں محصیت نہ ہو۔ لہذا میں آج کی تاریخ۔ کہ دوسری مائی ۱۸۹۱ء ہے عام و خاص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں۔ کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں۔ اس کو موقوف نہ کر دیا۔ اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے اس کو رد نہ کیا۔ بلکہ اس شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہو گا۔ اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے۔ اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی

خبر ہو۔ طلاق نہ دیوے۔ تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی قرابت اور ہمدردی دور ہو جائے گی۔ اور کسی نیکی بدی رنج و راحت، ماتم اور شادی میں ان سے شرکت نہیں ہے گی کیونکہ انہوں نے اب تعلق توڑ بیٹھے اور توڑنے پر راضی رہے۔ سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام ہے اور ایمانی غیوری کے خلاف۔ اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔

اشتہار مرزا غلام احمد صاحب مندرجہ مجموعہ اشتہارات جلد اول ص ۲۱۹

ترکی تمام شد بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہو گئی اور قادیاں کے تمام رشتہ داروں نے حشر مت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے۔ اور سب نے احمد بیگ والدہ محمدی بیگم کا ساتھ دیا۔ اور خود کوشش کر کے لڑکی کی شادی دوسری جگہ کرادی تو حشر صاحب نے مرزا سلطان احمد اور مرزا افضل احمد دونوں کو الگ الگ خط لکھا۔ کہ ان سب لوگوں نے میری سخت مخالفت کی ہے اب ان کے ساتھ ہماری قبریں بھی اکٹھی نہیں ہو سکتیں لہذا اب تم اپنا آخری فیصلہ کرو۔ اگر تم نے میرے ساتھ تعلق رکھنا ہے تو پھر ان سے قطع تعلق کرنا ہوگا اور اگر ان سے تعلق رکھنا ہے تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں رہ سکتا میں اس صوفے میں تم کو عاق کرتا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ مرزا سلطان احمد کا جواب آیا۔ کہ مجھ پر طائی صاحبہ کے احسانات ہیں۔ میں ان سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔ مگر

مرزا افضل احمد نے لکھا کہ میرا تو آپ کے ساتھ ہی تعلق ہے۔ ان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ اگر یہ بات ہے تو اپنی بیوی بنت مرزا علی شیر بیگ کو جو سخت مخالف تھی۔ اور مرزا احمد بیگ کی بھانجی تھی۔ طلاق دیدو۔ مرزا افضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھا کہ حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہے کہ پھر فضل احمد باہر سے آکر ہمارے پاس ہی ٹھہرتا تھا۔ مگر اپنی دوسری بیوی کی فتنہ پر دازی سے آخر پھر آہستہ آہستہ ادھر جا ملا۔

سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۲۵۹ تصنیف صاحبزادہ بشیر احمد بنی اے

بیٹے کا جنازہ نہیں پڑھا { مرزا افضل احمد کے جنازے کے ساتھ سید ولایت شاہ صاحب موصوف بھی قادیان میں تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ ساتھ گئے تھے یا پہلے ہی وہاں موجود تھے۔ وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ مرزا افضل احمد صاحب کے دفن کرنے اور جنازہ پڑھنے سے قبل حضرت مرزا غلام احمد صاحب . . . نہایت کرب و اضطراب کے ساتھ باہر ٹہل رہے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو اس کی وفات سے حد درجہ تکلیف ہوئی ہے۔ اسی امر سے جرأت پکڑ کر میں خود حضور کے پاس گیا۔ اور عرض کیا کہ حضور وہ آپ کا لڑکا تھا۔ بے شک اس نے حضور کو خوش نہیں کیا۔ لیکن آخر کار آپ کا لڑکا تھا۔ آپ اسے معاف فرمائیں۔ اور اس کا جنازہ پڑھیں اس پر حضرت صاحب نے فرمایا نہیں شاہ صاحب

وہ میرا فرماں بردار تھا۔ اس نے مجھے کبھی ناراض نہیں کیا۔ لیکن اس نے اپنے اللہ کو راضی نہیں کیا۔ اس لئے میں اس کا جنازہ نہیں پڑھتا۔ آپ جائیں اور پڑھیں شاہ صاحب فرماتے تھے کہ اس پر میں واپس آگیا اور جنازہ میں شریک ہوا۔ صاحبزادہ بشیر احمد صاحب قادیانی کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۹ نمبر ۹۸ مورخہ ۲ مئی ۱۹۴۱ء

بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود {بچے دی ماں} کو اولل ہی سے مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر بچے دی ماں کہا کرتے تھے۔ بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی۔ اور اس کا ان کی طرف میلان تھا۔ اور وہ اسی رنگ میں رنگی تھیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا۔ ہوتا رہا۔ اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے اس لئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابر ہی نہیں رکھوں گا تو میں گنہگار ہوں گا۔ اس لئے اب دو باتیں ہیں یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو۔ اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دیئے جاؤں گا۔ انہوں نے کہلا بھیجا۔ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی۔ پس مجھے خرچ ملتا رہے۔ میں اپنے باقی حقوق

چھوڑتی ہوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ پھر محمدی
 بیگم کا سوال اٹھا۔ اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح
 دوسری جگہ کر دیا۔ اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ ان
 کے ساتھ ہی تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے
 کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا۔ جو آپ نے
 دہائی ۸۹۱ کو شائع کیا تھا۔ اور جس کی سرخی تھی۔ اشتہار نصرت دین و قطع تعلق
 از اقارب مخالف دین۔ سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۳۳ تصنیف مرزا بشیر احمد قادیانی
 یہ کہنا کہ پیش گوئی کے بعد احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح کے لئے
چہ میگوئیاں [کوشش کی گئی۔ اور طبع دی گئی اور خط لکھے گئے۔ یہ عجیب اعتراض
 ہیں سچ ہے انسان شدت تعصب کی وجہ سے اندھا ہو جاتا ہے شدت غرض میں
 بھی یہی حال ہو جاتا ہے۔ (للمؤلف) کوئی مولوی اس بات سے بے خبر نہ ہوگا۔ کہ اگر
 وحی الہی کوئی بات بطور پیشگوئی ظاہر فرماوے اور ممکن ہو کہ انسان بغیر کسی فتنہ
 اور ناجائز طریق کے اس کو پورا کر سکے۔ تو اپنے ہاتھ سے اس پیشگوئی کو پورا کرنا نہ صرف
 جائز بلکہ مسنون ہے۔ حقیقۃ الوحی ص ۱۹۹ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔
 (دونوں بیٹوں کو عاق کرنا بیوی کو طلاق دینا۔ رشتہ داروں سے قطع رحمی
 کرنا۔ خصوصاً بہو کو طلاق دلوانا یہ سب کچھ جائز طریقہ ہوگا۔ مگر شومی قسمت
 پیشگوئی پوری پھر بھی نہ ہوئی۔ (للمؤلف)

خدا کی چیلنج { لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام ہتایت ہی برا ہوگا۔ اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائیگی

وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔ اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہیت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔۔۔
مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود جلد اول ص ۱۵۱

مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح کیا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا۔ اور نہ تمہارے لئے۔ ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے جن کا نتیجہ موت ہوگا۔ پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے۔ اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر اڑھائی سال کے اندر مر جائے گا۔ یہ حکم اللہ ہے۔ پس جو کرنا ہے کر لو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے۔۔۔۔۔۔

آئینہ کمالات اسلام ص ۵۲ تصنیف جناب مرزا صاحب
خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے ایک شخص احمدیگ نام ہے اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا۔ تو تین برس کے عرصہ بلکہ اس کے قریب فوت ہو جائے گا۔ اور جو نکاح کرے گا۔ وہ روز نکاح سے اڑھائی برس

کے عرصہ میں فوت ہو گا۔ اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی ۸۸۶ء تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۵۲

وَيَسْأَلُونَكَ أَحَقُّ هُوَ قُلُوبُ إِيَّائِي وَرَبِّي إِنَّهُ لَحَقٌّ وَمَا
أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ زَوْجَنَا كَمَا لَا مُبْدِلَ لِكَلِمَاتِي-

اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے کہ میں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس بات کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد نکاح باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا۔

اشتہار دہم جولائی ۸۸۶ء آسمانی فیصلہ ص ۶۸ تصنیف مرزا صاحب

اطمینانِ قلب کے واسطے { پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کیلئے بار بار توجہ کی گئی۔ تو معلوم ہو گا کہ

خدا تعالیٰ نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔ اور بے دینوں کو مسلمان بناوے گا۔ اور گمراہوں میں ہدایت پھیلاوے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے۔

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَكُنُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ فَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَيُرَدِّهَا إِلَيْكَ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ - انت معی
وَأَنَا مَعَكَ :- یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا۔ اور وہ پہلے سے ہنسی کر

ہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں
متہاراندگار ہوں گا۔ اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائیگا۔
کوئی نہیں۔ جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔ تیرا ب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی
ہو جاتا ہے۔ تو مرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔

اشتہار مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء تبلیغ رسالت جلد اول ۱۵۸

کسی کی یاد میں { خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا
کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری
کی لڑکی کلاں انجام کار متہارے نکاح میں لائے گا۔ اور وہ لوگ بہت مانع آئیں گے
اور بہت عداوت کریں گے اور بہت کوشش کریں گے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ لیکن آخر کار
ایسا ہی ہو گا۔ اور فرمایا خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ
ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے۔ اور ہر ایک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور
اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔
..... اب اس جگہ مطلب یہ ہے کہ جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی۔ درابھی
پوری نہیں ہوئی تھی۔ (جیسا کہ اب تک بھی جو ۱۶ اپریل ۱۸۹۱ء ہے پوری نہیں ہوئی)
تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت
پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی اس وقت گویا یہ پیش گوئی
آنکھوں کے سامنے آگئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ

نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا۔ کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا۔
 الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ یعنی بات ترے رب کی طرف سے سچ ہے۔ تو کیوں شک کرتا ہے ازالہ اوہام ص ۳۹۶

بارگاہِ خداوندی میں التجا میں نے بڑی عاجزی سے خدا سے دعا کی۔ تو اس نے مجھے الہام کیا۔ کہ میں ان تیرے

خاندان کے لوگوں کو ان میں سے ایک نشان دیکھاؤں گا۔ خدا تعالیٰ نے ایک لڑکی کا نام لے کر فرمایا۔ کہ وہ بیوہ کی جاوے گی۔ اور اس کا خاوند اور باپ یوم نکاح سے تین سال تک فوت ہو جائیں گے۔ اور پھر ہم اس لڑکی کو تیری طرف لائیں گے۔ اور کوئی اس کو روک نہ سکیگا۔ کرامات الصادقین سرورِ ق آخر۔

۴ جنوری ۱۸۹۳ مولانا محمد حسین بٹالوی کے خط کا جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُعَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی عِبَادِہٖ التَّائِیْنِ اصْطَفٰہِ اَمَّا بَعْدُ۔ آپ

کا خط ۴ جنوری ۱۸۹۳ء کو مجھ کو ملا۔ آپ نے اپنے خط کے

صفحہ ۱۰ اور ۱۱ میں اس عاجز کی تین پیشگوئیوں کا ذکر کر کے بالآخر اس تیسری پیشگوئی

پر جو . . . میرے اشتہار . . . دس جولائی ۱۸۸۸ء میں درج ہے

اور آپ نے اقرار کیا ہے کہ اگر اس الہام کا سچا ہونا ثابت ہو جائے۔ تو آپ کو
 ملہم مان لوں گا۔ اور یہ سمجھوں گا۔ کہ میں نے آپ کے عقائد و تعلیمات کو مخالف حق
 اور آپ کو بد اخلاق اور گمراہ سمجھنے میں غلطی کی..... میں نے جو ایک پیش گوئی
 جس پر آپ نے میرے صادق اور کاذب ہونے کا حصر کر دیا۔ آپ کی خدمت میں پیش
 کی ہے یہی میرے صدق و کذب کی شناخت کے لئے کافی شہادت ہے۔ کیونکہ ممکن
 نہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کذاب اور مفتری کی مدد کرے لیکن ساتھ اس کے میں یہ بھی کہتا ہوں
 کہ اس پیش گوئی کے متعلق دو پیش گوئی اور ہیں جنہیں میں اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء
 میں شائع کر چکا ہوں جن کا مضمون یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اس عورت کو بیوہ کر کے میری
 طرف رد کرے گا۔ اب انصاف سے دیکھیں۔ کہ نہ کوئی انسان اپنی حیات پر اعتماد
 کر سکتا ہے۔ اور نہ کسی دوسرے کی نسبت دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ فلاں وقت تک
 زندہ رہے گا یا فلاں وقت تک مر جائے گا۔ مگر میری اس پیش گوئی میں نہ ایک بلکہ کچھ
 دعوے ہیں۔

۱۔ اول نکاح کے وقت تک میرا زندہ رہنا۔

۲۔ دوم۔ نکاح کے وقت تک اس لڑکی کے باپ کا یقیناً زندہ رہنا۔

۳۔ سوم۔ پھر نکاح کے بعد اس لڑکی کے باپ کا مرنا جو تین برس تک نہیں پہنچے گا

۴۔ چہارم۔ اس کے خاوند کا اڑھائی برس کے عرصہ تک مرجانا۔

۵۔ پنجم۔ اس وقت تک کہ میں اس سے نکاح کروں۔ اس لڑکی کا زندہ رہنا۔

۶۔ ششم۔ پھر آخر یہ کہ بیوہ ہونے کی تمام رسموں کو توڑ کر باوجود سخت مخالفت اس کے اقارب کے میرے نکاح میں آجانا۔

اب ایمانا آپ کہیں۔ کہ کیا یہ انسان کے اختیار میں ہیں۔ اور ذرا اپنے دل کو تھام کر سوچ لیں۔ کہ کیا ایسی پیشگوئی پر جو لڑکی کے باپ کے متعلق ہے جو ۳۱ ستمبر ۱۸۹۲ء کو پوری ہو گئی۔ آپ کا دل نہیں ٹھہرتا۔ تو آپ اشاعت السنہ میں ایک اشتہار حسب اپنے اقرار کے دے دیں۔ کہ اگر یہ دوسری پیشگوئیاں بھی پوری ہو گئیں تو اپنے ظنون باطلہ سے توبہ کروں گا۔ اور دعوے میں سچا سمجھ لوں گا۔ اور اس کے ساتھ خدا تعالیٰ سے ڈر کر یہ بھی اقرار کریں۔ کہ ایک تو ان میں سے پوری ہو گئی۔ اور اگر اس پیش گوئی کے پورا ہو جانے کا آپ کے دل میں زیادہ اثر نہ ہو۔ تو اس قدر تو ضرور چاہئے۔ کہ جب تک آخر ظاہر نہ ہو۔ کف لسانی اختیار کریں۔ جب ایک پیشگوئی پوری ہو گئی۔ تو اس کی کچھ تو ہیبت آپ کے دل پر چاہئے..... بکثوات احمدیہ جلد چہارم ص ۴۴ فوٹ۔ ۱۔ سر اسر غلط اور جھوٹ ہے۔ محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ مرحوم کی موت مرزا جی کی پیشگوئی کے مطابق ہر گز نہیں ہوئی۔ اگر کوئی مرزائی کھلی مجلس میں ثابت کر دے کہ لڑکی کے والد کی موت مرزا جی کی پیشگوئی کے مطابق ہوئی ہے۔ تو میں تین سو روپے انعام دوں گا۔ صل من مبارز؟ (از مؤلف)

۳۱ ستمبر ۱۸۹۳ء پیشگوئی... بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اجزاویہ ہیں.....

۱۔ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری تین سال کی میعاد کے اندر فوت ہو۔

۲۔ اور پھر داماد اس کا تو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے اڑھائی سال کے اندر فوت ہو۔

۳۔ اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تار و ز شادی دختر کلاں فوت ہو۔

۴۔ اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تانکاح اور تا ایام بیوہ ہونے اور نکاح ثانی فوت نہ ہو
۵۔ اور پھر یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورا ہونے تک فوت نہ ہو۔
۶۔ اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ یہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔

روحانی خزائن جلد ۶۔ شہادۃ القرآن ص ۳۴۶ تصنیف جناب مرزا جی۔

۶ ستمبر ۱۸۹۲ء احمد بیگ کی بڑی لڑکی ایک جگہ بیاہی جائے گی۔ اور خدا اس کو پھر تیری طرف واپس لائے گا۔ یعنی وہ آخر تیرے نکاح میں آئے گی۔ اور خدا سب روکین درمیان سے اٹھاوے گا۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔

مجموعہ اشتہارات مسیح موعود جلد ۲ ص ۱۴۱ تبلیغ رسالت جلد ۳ ص ۱۳۱ اشتہار ۲ ستمبر ۱۸۹۲ء

یاد رکھو کہ عورت مذکورہ کے نکاح کی پیشگوئی اس قادر مطلق کی طرف سے ہے جس کی

باتیں ٹل نہیں سکتیں..... اللہ نے فرمایا کہ میں اس عورت کو اس کے نکاح کے بعد واپس

لاؤں گا۔ اور تجھے دوں گا اور میری تقدیر نہیں بدلے گی اور میرے آگے کوئی بات انہونی

نہیں اور میں سب روکوں کو اٹھا دوں گا جو اس حکم کے تقاضے مانع ہوں بجا الہ مذکور ص ۳۳

۲۶ دن بعد ۲ اکتوبر ۱۸۹۲ء۔ اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدا

علیم و حکیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر

کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیشگوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان

کو ایسے طور سے ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ

بند ہو جاوے اور اگر اے خداوند ایہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں۔ تو مجھے نامزدی

اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں

جیسا کہ مخالفوں نے سمجھا ہے تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۸۶ مجموعہ اشتہارات مسیح موعود ص ۱۱۲

رعایتی تو مسیح لیکن بہتر ہے جاہل میعاد گزرنے کے بعد منہی کریں گے۔ اور اپنی بدنصیبی سے صادق کا نام کاذب رکھیں گے لیکن وہ دن

جلد آتے جاتے ہیں۔ کہ جب یہ لوگ شرمندہ ہوں گے اور حق ظاہر ہوگا اور بچائی کا نور چمکے گا اور خدا تعالیٰ کے غیر متبدل وعدے پورے ہوں گے کیا کوئی زمین پر ہے جو ان کو روک سکے.... اے بد فطرتو! تم اپنی فطرتیں دکھلاؤ۔ لعنتیں بھیجو۔ ٹھٹھے کرو۔ اور صادقوں کا نام کاذب اور دروغ لکھو۔ لیکن عنقریب دیکھو گے کہ کیا ہوتا ہے۔ عذاب کی میعاد ایک مطلق ہوتی ہے جو خوف اور رجوع سے دوسرے وقت پر جا پڑتی ہے جیسا کہ تمام قرآن مجید اس پر شاہد ہے لیکن نفس پیشگوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا تقدیر مبرم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الہی میں یہ فقرہ موجود ہے کہ لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی مری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔

تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۱۱۶ مجموعہ اشتہارات مسیح موعود ص ۱۱۲ جلد ۲

۱۹۰۱ میں۔ اور ایک حصہ پیش گوئی کا یعنی احمدیہ کا میعاد کے اندر فوت ہونا حسب منشاء پیشگوئی صفائی سے پورا ہو گیا۔ اور دوسرے کی انتظار ہے میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمدیہ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا انجام آقلم حاشیہ تصنیف مرزا لیکن مرزا جی مرگئے اور یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ مؤلف۔

دنیا بامید قائم پھر میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ یہ معاملہ اتنے پر ہی ختم ہو گیا۔ اور جو ظہور میں آیا۔ یہی نتیجہ آخری ہے۔ اور پیش گوئی کی حقیقت اس پر ختم ہو گئی۔ بلکہ اصل معاملہ ابھی اسی طرح باقی ہے۔ اس کو کوئی بھی کسی جگہ رد نہیں کر سکتا۔ اور یہ تقدیر خدا نے بزرگ کی طرف سے تقدیر میرم ہے۔ عنقریب اس کا وقت آئے گا۔ قسم خدا کی جس نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھیجا۔ اور خیر الرسل اور خیر الوری بنایا۔ کہ یہ بالکل سچ ہے۔ تم جلدی ہی دیکھ لو گے۔ اور میں اس خبر کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں اور میں نے جو کہا ہے یہ خدا سے خبر یا کہ کہ ہے۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ انجام آتھم ملک تصنیف مرزا جی کذبوا یا یحییٰ وکانوا یہا یستہزؤن۔ فیکفیکہم اللہ۔ ویرتھا الیک۔ امرؤ من تدنا انا کنا فاعلین۔ ردو جنکھا الحق من ربک فلا تکونن من المستزین۔ لا یندیل لکلمات اللہ۔ ان ربک فعال لما یرید۔ انا رادوھا الیک۔ انہوں نے میرے نشانوں کی تکذیب کی اور ٹھٹھا کیا۔ سو خدا ان کے لئے تجھے کفایت کرے گا۔ اور اس عودت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی کرتے والے ہیں۔ بعد واپسی کے ہم نے نکاح کر دیا۔ تیرے رب کی طرف سے سچ ہے پس تو شک کرنے والوں سے مت ہو۔ خدا کے کلمے بدل نہیں کرتے۔ تیرا رب جس بات کو چاہتا ہے وہ بالضرور اس کو کر دیتا ہے کوئی نہیں جو اس کو روک سکے حوالہ مذکور

ناکامی کی تلخی چاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف (اس پیشگوئی کے) انجام

جس دن یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی۔ تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے

اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بے وقوفوں کو کہیں بھاگنے کی جگہ نہ ہے گی۔ اور نہایت ہی صفائی سے ناک کٹ جائے گی۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منہوں چہروں کو بندروں اور سودوں کی طرح کر دیں گے۔
روحانی خزائن جلد ۱۱ ص ۳۳۳۔ انجام آتھم در ضمیمہ ۳۵ تصنیف مرزا جی

خاص تزوج اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی پہلے پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ **يَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ**۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا۔ اور نیز وہ صاحب اولاد ہو گا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر نا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج جو بطور نشان ہو گا۔ اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان سیدوں منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ یہ باتیں ضرور پوری ہو چکی۔ بحوالہ مذکورہ در حاشیہ

(حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے متعلق پیشگوئی فرمائی تھی۔ کہ **يَتَزَوَّجُ وَيُولَدُ لَهُ** یعنی عیسیٰ ابن مریم جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو شادی بھی کریں گے اور صاحب اولاد بھی ہوں گے مشکوٰۃ ص ۳۰۸ کہ غلام احمد بن جبرائیل بی۔ لہذا اسی حدیث نے مرے جی کے جھوٹے ہونے پر مہر ثبت کر دی ہے۔ اگر مرنا جی سچے ہوتے۔ تو یہ پیش گوئی ضرور پوری ہو جاتی۔ لیکن نہیں ہوئی۔ از مولف رحمۃ اللہ علیہ) یاد رکھو اس پیشگوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی۔ تو **بد سے بدتر ٹھہروں گا** ایس ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ لے احمقو! یہ سننا

کا افترا نہیں ہے۔ نہ یہ کسی شخصیت مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹٹلیں۔ وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اس کی سنتوں اور طریقوں کا تم میں علم نہیں رہا۔ اس لئے تمہیں یہ ابتلا پیش آیا۔ براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پرکھو لایا ہے اور وہ یہ الہام ہے۔ جو براہین صفحہ ۴۹۶ میں مذکور ہے یا اَدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ يَا هَرِيْمَةُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ يَا اَحْمَدُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ۔ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا۔ اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے۔ پہلا نام آدم ہے وہ ابتدائی نام ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا۔ پھر دوسری زوجہ کے وقت مریم نام رکھا۔ کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی جس کو مسیح سے مشابہت ملی۔۔۔۔ اور تیسری زوجہ جس کی انتظار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ احمد اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے جس کا سراں وقت خدائے تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔ غرض یہ تین مرتبہ زوج کا لفظ تین مختلف نام کے ساتھ جو بیان کیا گیا ہے۔ وہ اسی پیشگوئی کی طرف اشارہ تھا۔ بحوالہ مذکورہ صفحہ ۳۳۸

۱۹۰۵ء میں۔ وحی الہی میں یہ نہیں تھا۔ کہ دوسری جگہ بیابا نہیں جائے گی۔ یہ تھا کہ ضرور ہے کہ اول دوسری جگہ بیابا جائے۔ خدا پھر اس کو تیسری طرف لائے گا۔

الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۵ء صفحہ

یاس میں آس۔ احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیش گوئی ہے۔ جو اشتہار میں درج

ہے۔ اور ایک مشہور امر ہے۔ وہ مرزا امام الدین کی ہمیشہ زادی ہے۔ جو خط بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے (یہ خط ۹ تا ص ۱۰ پر گزر چکا ہے) اور سچ ہے۔ وہ عورت میرے ساتھ بیابا ہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔ جیسا کہ پیشگوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیابا ہی گئی۔ جیسا کہ پیشگوئی میں تھا میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ہیں منہی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا۔ اور سب کے ندامت سے سر نیچے ہوں گے۔ ... عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی؟ یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ ملتی نہیں۔ ہو کر رہیں گی۔

مندرجہ بالا بیان دے چکنے کے بعد جب آپ کمرہ عدالت سے باہر تشریف لائے۔ تو فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا زمانہ آگیا۔ لگہ ہم ہزار روپیہ بھی خرچ کرتے اور آرنو لکھتے۔ کہ یہ عدالت کے کاغذات میں درج ہو جائے۔ اور اس طرح پرتین ڈپٹی گواہ ہو جائیں تو کبھی بھی نہ ہوتا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور اس کی باتیں عجیب ہوتی ہیں۔ اب عدالت کے کاغذات سے کون اس کو مٹا سکے گا۔ جب یہ پیشگوئی پوری ہوگی۔ کیا ان ڈپٹیوں پر اس کا اثر نہ پڑے گا۔ ضرور ہی پڑے گا۔ یہ بہت ہی اچھا ہوا۔ کہ عدالت کے کاغذات میں درج ہو گئی۔ (مرزا غلام احمد کا حلیہ بیان۔ عدالت گورداس پور میں)

کتاب منظور الہی ص ۲۲۲ تصنیف بابو منظور الہی قادیانی

ہائے کیوں بجر کے الم میں پڑے مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے

اس کے جلنے سے صبر دل سے گیا ہوش بھی در طہ عدم میں پڑے

اشعار مرزا جی مندرجہ میر قمر المہدی ص ۱۷۱ روایت ۲۲۸ تصنیف صلیب نزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے

سرمنڈی ہونے کی تعبیر { آج خواب میں میں نے دیکھا۔ کہ محمدی بیگم جس کی نسبت پیشگوئی ہے۔ باہر کسی تکیہ میں معہ چند کس کے بیٹھی ہوئی ہے اور سر اس کا شاید منڈا ہوا ہے اور بدن سے ننگی ہے اور نہایت مکروہ شکل ہے میں نے اسے تین مرتبہ کہا ہے کہ تیرے سر منڈی ہونے کی یہ تعبیر ہے۔ کہ تیرا خاوند مرجائے گا۔ اور میں نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر اتا بیے ہیں۔ اور پھر خواب میں میں نے یہی تعبیر کی ہے اور اسی رات والدہ محمود نے خواب میں دیکھا۔ کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہو گیا ہے اور ایک کاغذ مہر ان کے ہاتھ میں ہے جس پر ہزار روپیہ مہر لکھا ہے اور شیرینی منگوائی گئی ہے۔ اور پھر میرے پاس خواب میں وہ کھڑی ہے (یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوا۔ مؤلف)

تذکرہ مجموعہ الہامات و کشف درویا حضرت مسیح موعود ص ۱۹

نہیں منظور تھی گر تم کو الفت تو یہ مجھ کو بھی جتلیا تو ہوتا
مری دل سوزیوں سے بے خبر ہو مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

اشعار مرزا جی مندرجہ سیرۃ اللہی جلد اول روایت ۲۲۸ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے طبیب قادیان

بلی کے خواب میں چھٹے { ۲۵ جولائی ۱۸۹۲ء بروز دوشنبہ۔ آج میں نے بوقت صبح صادق ساڑھے چار بجے دن کے خواب میں

دیکھا۔ کہ ایک جوہلی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں۔ اور وہ پانی لا کر ایک گھرے میں ڈال دیا ہے میں پانی کو ڈال چکا تھا۔ کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی۔ یکایک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک

جوان عورت ہے پیروں سے مرتکب سرخ رنگ لباس پہنے ہوئے ہے شاید جالی کا کپڑا ہے میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دئے تھے۔ لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا یا دل میں کہا کہ میں آگئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آجاوے اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلیگر ہوئی۔ اس کے بغلیگر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فالحمد للہ علی ذلک تذکرہ جموع الہامات و کشف رُویا حضرت مسیح موعود ص ۱۹۷

سبب کوئی خداوند ا بنا دے کسی صورت سے وہ عورت دکھانے

کرم فرما کے آ او میرے جانی بہت رونے میں اب ہم کو ہنسائے

اشعار مرزا جی مندرجہ میرۃ المہدی حصہ اول روایت ۲۷۸ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے مطبوعہ قادیان

آخری مایوسی { اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا۔ کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا ہے خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اس وقت شاخ کی گئی تھی۔ اور وہ یہ کہ آیت شہا المراءۃ توئی توئی فان النبلاء علی عقیقۃ... پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔

حقیقۃ الوحی ص ۵۷ تصنیف جناب مرزا جی

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اسکی دوا ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے

کچھ مرزا یا میر سدا! ابھی کچھ پاؤ گے تم بھی کہتے تھے کہ الفت میں مرنا ہوتا ہے

اشعار مرزا جی مندرجہ میرۃ المہدی حصہ اول روایت ۲۷۸ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے مطبوعہ قادیان

جب شہداء کی پیش گوئی تقریباً بیس برس تک پوری نہ ہوئی۔ اور جناب از مؤلف { مرزا جی پوری طرح مایوس ہو گئے۔ تو آپ نے شہداء میں کھا۔ خدا کی

طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اسی وقت شائع کی گئی تھی۔ اور وہ یہ کہ ایتھا المرأة
توبی توبی فان البلاد علی عقبہ (اے عورت توبہ کر توبہ کر کہ مصائب تیرا پیچھا کر رہے
ہیں، بس ان لوگوں نے جب اس شرط کو پورا کر دیا۔ تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔
حقیقۃ الوحی ص ۵۵ پیش گوئی کو بار بار غور سے پڑھئے۔ یہ نئی شرط وہاں نہیں ملے گی۔ اچھا
مان یا کہ تھی۔ مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جناب مرزا جی فرماتے ہیں۔ احمد بیگ کے
داماد مرزا سلطان محمد کا یہ قصور تھا۔ کہ اس نے تخلیف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پردہ
نہ کی خطر پر خط بھیجے گئے۔ ان سے کچھ نہ ڈرا۔ پیغام بھیج کر سمجھایا گیا۔ کسی نے ذرا التفات نہ
کی۔ اور احمد بیگ (والد محمدی بیگ) نے ترک تعلق نہ چاہا۔ بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزا
میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا۔ کہ مشکوئی سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہو گئے۔ جناب
مرزا صاحب کی اس عبارت سے ظاہر ہے کہ قصور یا تو محمدی بیگ کے والد کا تھا۔ جس نے
بجائے مرزا صاحب کے محمدی بیگ کا نکاح مرزا سلطان محمد سے کر دیا۔ یا قصور ہے۔ تو
مرزا سلطان محمد کا جو محمدی بیگ سے شادی کرنے پر راضی ہو گیا۔ اور مرزا صاحب کے
خطوط اور سمجھانے کی ذرا پردہ نہ کی یا قصور ہے تو مرزا صاحب کے خاندان کا۔ جنہوں
نے مخالفت پر کمر باندھ رکھی تھی۔ اور چاہتے تھے۔ کہ محمدی بیگ کی شادی مرزا صاحب سے
نہ ہو یہ پھر قصور تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کا (نعوذ باللہ من ذلک) کہ جس نے محمدی بیگ کا نکاح تو
مرزا جی کے ساتھ آسمان پر کر دیا۔ اور خصی کے اسباب زمین پر پیدا نہ کر سکا۔ اور توبہ کئے
محمدی بیگ! کیوں؟ کس بات پر؟ پھر یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کسی عورت کا گناہوں سے
توبہ کرنے سے نکاح کیوں فسخ ہو جاتا ہے اور وہ شوہر پر کیوں حرام ہو گئی۔ کھولئے فقہ
کی کوئی کتاب اور پڑھئے باب النکاح۔ کیا وہاں کوئی ایسی دفعہ موجود ہے۔ کہ اگر بیوی گناہوں

سے تائب ہو جائے تو وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے پھر یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ ایسا
 المرأة توبی توبی فان البلاء علی حقبت اے عورت توبہ کر کہ مصائب تیرا بیچھا کر دے
 ہیں جب تائب ہوئی تو مصائب سے نجات ملی مگر کس صورت میں؟ نکاح کے فسخ ہو جانے
 میں۔ اگر وہ توبہ نہ کرتی۔ تو جناب مرزا صاحب کی زوجیت میں رہتی۔ اور ام المؤمنین
 کا لقب پاتی۔ تو کیا یہ بات اس کے واسطے باعثِ فخر اور رحمت تھی۔ یا مصیبت؟
 اے عورت توبہ کر۔ مصیبت تیرا بیچھا کئے ہوئے ہے۔ وہ مصیبت اور بلا کیا تھی؟ ظاہر
 ہے کہ وہ خود جناب مرزا جی ہی تھے۔ جو تقریباً بیس برس سے بیماری کے چھپے پڑے ہوئے
 تھے۔ تشہیرِ دعویٰ نکاح اور الہامِ بانی میں لگے رہتے تھے۔ اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ
 ایک نوجوان اور خوب روڑی کی کا پچاس سالہ بوڑھے اور مجمع الامراض کے نکاح میں
 آنا یہ اس کے واسطے سب سے بڑی مصیبت اور بلا نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ خیر اللہ تعالیٰ
 نے توبہ کی توفیق دی تو بیماری کی جان چھوٹی۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

غیر مرزائی حضرات کی خدمت میں عموماً اور مرزائی حضرات کی خدمت میں
 خصوصاً عرض ہے۔ کہ آدمی چھ آنے کی مٹی سے بنی ہوئی ہانڈی خریدتا ہے تو بار بار
 اسے دیکھتا ہے اور انگلی سے بجا کر معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ کہ کہیں یہ کچی اور ٹوٹی
 ہوئی تو نہیں۔ اور اگر خود سمجھ نہیں رکھتا۔ تو کسی مجھ دار کو دیکھا کے مشورہ ضرور کر لیتا ہے
 تو کیا یہ انصاف ہے کہ جب ایمان کی باری ہو۔ تو اندھا دھند آنکھیں بند کر کے سودا
 بازی شروع کر دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَلَا تَحْسِبَنَّ اللَّهَ مُخْلِطًا دَعْوَةَ رُسُلِهِ
 إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ع ترجمہ ہرگز ہرگز گمان نہ کر۔ کہ خدا اپنے رسولوں
 سے کئے ہوئے وعدہ کا خلاف کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور منتقم ہے۔

کسی انسان کو ذاتی طور پر علم غیب حاصل نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی بشر کو کسی پوشیدہ بات پر مطلع کر دے۔ پس جو شخص کسی آئندہ بات کی قبل از وقوع خبر دے۔ اس کے متعلق دو ہی خیال ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اس نے رفتار حالات کو ملحوظ رکھ کر منہج کے استمراری واقعات کی بنا پر قیاس آرائی کی ہے۔ دوسرا یہ کہ اسے براہ راست یا بالواسطہ کسی منہج صادق نے اطلاع دی ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی انسان کی قیاس وغیرہ سے دی ہوئی خبر ٹھیک نکل آئے جیسا کہ بعض منجموں، راولوں کی پیشگوئیاں صحیح ثابت ہو جاتی ہیں۔ مگر یہ ان کے صادق اور منجانب اللہ ہونے پر دال نہیں ہوتیں۔ اور یہ امر جناب مرزا صاحب کو بھی مسلم ہے۔ چنانچہ مرزا جی فرماتے ہیں۔ کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا۔ یا بعض سچے الہات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اس کے کمال پر دلیل نہیں ہے۔ حقیقۃ الوحی ص ۱۱ تصنیف مرزا جی۔

پھر مرزا جی ۱۰ اسی کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں۔

بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی۔ یعنی بھٹکن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکابِ جرائم کام تھا۔ انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کجرجن کا زنا کاری کام تھا۔ ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ بعض خوابیں ان

کی جیسا کہ دیکھا گیا۔ ظہور میں آگئیں۔ حقیقۃً۔ الوحی ص ۵ تصنیف مرزا جی
 جو کچھ مرزا جی فرمایا ہے یہ سب کچھ ہو سکتا ہے مگر یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ خدائے
 عالم الغیب کی بتدائی ہوئی بات غلط ہو جائے۔ جیسا کہ پہلے میں عرض کر چکا ہوں اللہ
 تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فَلَا تَخْشَوْنَ اللَّهَ تَخْشَوْا وِعْدَهُ رَسُولَهُ ۖ إِنَّكُمْ لَعِندَهُ بِمَعْرُوفٍ
 نہ کر۔ کہ خدائے تعالیٰ اپنے رسولوں سے کئے ہوئے وعدہ کا خلاف کرے گا۔ اور یہ
 مرزا جی بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ خدائی پیشگوئی میں کچھ تخلف
 ہو۔ روحانی خزائن جلد ۲۳۔ چشمہ معرفت ص ۹۱ تصنیف جناب مرزا جی۔
 لہذا ہم بلکہ ہر دانا انسان یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ جس مدعی الہام کی کوئی
 پیشگوئی غلط ثابت ہو جائے تو وہ خدا کا ظہور اور مخاطب نہیں بلکہ مفتری علی اللہ
 ہے۔ کیونکہ خود مرزا جی کو بھی یہ مسلم ہے فرماتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ نبیوں کی کوئی
 پیشگوئیاں ٹل جائیں۔ رسالہ کشتی نوح ص ۵ روحانی خزائن ص ۱۹ تصنیف مرزا جی۔
 امام الزماں میں ہوں در روحانی خزائن جلد ۱۳ ضرورۃ الامام ص ۲۹۵ تصنیف مرزا جی
 امام الزماں کی الہامی پیشگوئیاں اظہار علی الغیب کا درجہ رکھتی ہیں یعنی غیب کو ہر ایک
 پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتی ہیں جیسا کہ چابک سوار گھوڑے کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے۔
 روحانی خزائن جلد ۱۳ ضرورۃ الامام ص ۲۸۳ تصنیف مرزا جی
 میں اپنے ذاتی تجربے کہہ رہا ہوں کہ روح القدس کی قدسیت ہر وقت ہر دم اور ہر لحظہ
 بلا فصل ظہور کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے دائیۃً کمالات اسلام ص ۹۳ تصنیف مرزا جی
 بد خیال لوگوں کو دماغ ہو کہ ہمارا کذب صدق جانچنے کے لئے ہمارے پیشگوئی سے بڑھ کر
 اور کوئی محک (کسوٹی) امتحان نہیں ہو سکتا دائیۃً کمالات اسلام ص ۲۸۳ تصنیف مرزا جی

پس ہم سب پہلے مرزاجی کی پیشگوئیاں دیکھتے ہیں۔ اگر ان میں بعض سچی ہیں۔ تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ قیاس وغیرہ سے کی گئی ہوں۔ لیکن اگر ان میں ایک بھی جھوٹی ہے تو یقیناً وہ مرزاجی کے مفتری علی اللہ ہونے کی قطعی دلیل ہے۔ چنانچہ مرزاجی راقم ہیں۔ کسی انسان (خاص کر مدعی الہام) کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا لکھنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ روحانی خزائن جلد ۱۵۔ تریاق القلوب ص ۲۸۹ تصنیف مرزاجی مرزاجی یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر ثابت ہو کہ میری سو پیشگوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو میں اقرار کروں گا۔ کہ میں کاذب ہوں اربعین نمبر ۲۵۰ حاشیہ تصنیف مرزاجی میں بھی دعویٰ سے کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کی سو متحدی آمیز پیشگوئیوں میں سے اگر ایک بھی سچی ہو جائے تو میں مرزاجی کو سچا سمجھوں گا۔ مرزاجی نے محمدی بیگم والی پیشگوئی کو اپنے صدق و کذب کا معیار ٹھہرایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں میں اس خبر محمدی بیگم والی پیشگوئی کو اپنے سچ یا جھوٹ کا معیار بناتا ہوں۔ اور میں نے جو کچھ کہا ہے یہ خدا سے خبر پا کر کہا ہے۔ انجام آتقم تصنیف جناب مرزاجی۔ مگر اسی پیشگوئی کا جو حشر ہوا ہے آپ حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ کیا اب بھی مرزاجی کے جھوٹے ہونے میں کوئی شک باقی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں فَتَدَبَّرُوا یَا وَلِیَّ الْأَلْبَابِ ط

الہام بکر و ثیب { تخمیناً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے مجھے کسی تقریب سے محمد حسین بٹالوی کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا

اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے۔ میں نے اس کو یہ الہام بتایا۔ جس کو میں کئی دفعہ اپنے مخلصوں کو سنا چکا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بکر و ثیب جس کے معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خدا کا ارادہ ہے

کہ وہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا۔ پورا ہو گیا اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار سپر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ ص ۲۶ تصنیف جناب فرزا جی (مرزا جی) کی کسی بیوہ سے آخر دم تک شادی نہیں ہوئی۔ الہام سراسر غلط ثابت ہوا ہے از مؤلف

تیسری شادی کی آرزو اور بانی ارادہ میں جوش { انخوم مولوی

نور الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ جو عنایات خداوند کریم جل شانہ کے اس عاجز کے شامل حال ہیں۔ ان کے بائے میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے۔ کہ اپنے دوستوں سے کچھ اس میں سے بیان کرتا رہوں اور حکم داتا بنعمۃ ربک فتحہ شہدیت حدیث نعمت کا ثواب حاصل کروں۔ سو آپ سے بھی جو میرے مخلص دوست ہیں۔ ایک راز بیشکوئی کا بیان کرتا ہوں شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔ کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقین۔ کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔ سو اس کا نام بشیر ہوگا۔ اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا۔ کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہا ہے۔ کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا۔ اور جناب الہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارماطع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی وہ صاحب اولاد ہوگی..... اب مخفیین آنکھوں کے اندھے اثرات کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا..... مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تیسری شادی ہو جائے۔ کیونکہ اس تیسری شادی میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں۔ غالباً اس تیسری شادی کا وقت نزدیک

ہے۔ اب دیکھیں کہ کس جگہ ارادہ ازل نے اس کا ظہور مقرر کر رکھا ہے۔ الہامات اس بارہ میں کثرت سے ہوئے ہیں۔ اور ربانی ارادہ میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے۔۔۔۔۔

(مذکورہ مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر ۲) خاکسار غلام احمد جون ۱۸۸۶ء

ان دنوں اتفاقاً نئی شادی کے لئے دو شخصوں نے تحریک کی تھی مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا۔ تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قسمت میں ذلت و محتاجی اور بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ بنے اور دوسری کی بابت ارشاد ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ بحوالہ مذکور

مکرمی اخویم مولوی نور الدین صاحب۔۔۔ عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا۔ وہ صرف دوستانہ طور پر اسرار الہیہ پر مطلع کرنے کی غرض سے لکھا گیا۔ کیونکہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو ان کی قوت ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امور غیبیہ بتا دیتا ہے اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب اس تیسرے نکاح کے لئے اشارہ فیلی ہو رہا ہے۔ تب سے خود طبیعت متفکر و متردد ہے اور حکم الہی سے گریز کی جگہ نہیں۔ مگر بالطبع قارہ ہے (خدا جانے نامزد ہو چکے ہوں گے از مؤلف) اور ہر چند اول اول یہ چاہا کہ یہ امر غیبی موقوف رہے۔ لیکن متواتر الہامات و کشف اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ یہ تقدیر مبرم ہے والسلام۔

خاکسار غلام احمد۔۔۔ میں جون ۱۸۸۶ء (مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲)

براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے سترہ برس پہلے اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے جو اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور یہ الہام ہے جو براہین کے صفحہ ۹۶ میں مذکور ہے یا داسکن انت وزوجک الجنة۔ ویامریا سکن انت وزوجک الجنة۔ ویامریا سکن انت وزوجک

الجنة اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا ہے اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے پہلا نام آدم یہ ابتدائی نام ہے جب کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے اس عاجز کو روحانی وجود بخشا۔ اس وقت پہلی زوجہ کا ذکر فرمایا۔ پھر دوسری زوجہ کے وقت میں مریم نام رکھا کیونکہ اس وقت مبارک اولاد دی گئی جس کو مسیح سے مشابہت ملی۔ اور تیسری زوجہ جس کا اقطار ہے اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔ اور یہ لفظ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس وقت حمد اور تعریف ہوگی۔ ایک تہی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سر اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا۔

انجام آتم ۳۳ تصنیف مرزا جی (یہ تحریر مرزا جی کی جنوری ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئی تھی) حالانکہ تیسری شادی مرزا جی کی نہیں ہوئی۔ اور تیسری شادی کے تمام تر الہامات سرسری غلط ثابت ہوئے ہیں اور مرزا جی کا یہ کہنا کہ ارادہ ربانی میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے وہ جوش الیا ٹھنڈا ہوا کہ شادی نہ ہوئی۔ اور مرزا صاحب اس حسرت کو قبر میں لے گئے (اموات جلد اول) **بابرکت خواتین اور ان سے اولاد** پھر خدائے تعالیٰ کریم حبشانہ نے مجھے بشارت دیکر فرمایا۔ کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا۔ اور خواتین مبارک سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی۔ جموہ اشتہارات مرزا صاحب (حالانکہ مرزا صاحب کے اس اعلان کے بعد کوئی خواتین مبارک تو درکنار غیر مبارک بھی مرزا جی کے نصیب نہیں ہوئی..... اور نہ ہی مذکورہ خواتین مبارک سے مرزا جی کی نسل بہت ہوئی حافظ عبد الرحمن) جناب مرزا جی کا محمدی بیگم سے شادی کا شوق اور کسی بیوہ سے شادی کی تمنا اور تیسری شادی کی خواہش، مگر شوئے قیمت نہ محمدی بیگم سے شادی ہوئی نہ کسی بیوہ سے نکاح ہوا۔ اور نہ تیسری شادی کی حسرت پوری ہوئی۔ ناکامی پر ناکامی۔ کسی نے خوب کہا ہے سے اے میرے باغ آرزو کیسا ہے باغ ٹٹے تو کیاں تو گو ہیں چار سو کوئی کلی کھلی نہیں

ٹاؤن شپ میں واحد مرکزی دینی درس گاہ

مَدْرَسَةُ مَخْنَكِ الْعُلُومِ

نزد قبرستان ۱-B/۹ ٹاؤن شپ۔ لاہور فون ۶۲۷۲۸۲۲

ملک سہ ماہی تعلیم حاصل کرنے کے واسطے دور دراز سے

آنے والے غریب الدیار مسافر طلباء و طالبات کی

صدقہ زکوٰۃ، فطرانہ، چرمہائے قربانی اور فضلی خیرات کی

دل کھول کر بھرپور امداد کریں۔ اللہ تعالیٰ آپکے اموال میں بکریٰ

آپکی خیرات کو قبول فرمادیں اور دین پر چلنے کی مزید توفیق بخشیں

حضرت امین جمیل
مدرسہ مفتی محمد مددس
جامعہ مدنیہ سرگرم پارک لاہور

احمد علی شاکر



سید انور حسن شیلو
مفتی محمد فطیل لاہور
معزز مولانا عبدالقادر صاحب رائے چوکی

میرزا غلام احمد علی شاکر
عائشہ سراج
مدرسہ شریعت

صدر مخین شکیل احمد خاں مہتمم مدرسہ ابن سیرفہ عبد الرحمن مظفر ٹرسٹی

نماز تہفہ

مع اضافات الاحادیث

مرتب : حضرت خیر محمد صاحب جالندھری
مولانا

اضافہ

حافظ شفیق الرحمن قاسمی

مکتبہ سیرور سیکر

مخزن العلوم بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فول : ۸۴۴۷۲

دو چشم من فدائے چار گوهر علی وفاطمہ شہیر و شہرہ

توہین حسین رضی اللہ عنہ

مذہبیوں کے نام بحجاب ان کے مفیض امام حسین کا مقام

تالیف
ابن سرور بالشہید حافظ عبد الرحمن منظر گڑھی

مکتبہ سروریہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون: ۸۴۴۶۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک پفلٹ میری نظر سے گزرا جس کا عنوان تھا امام حسین علیہ السلام کا مقام مسیح موعود (مرزا جی) کے اپنے الفاظ میں اس پفلٹ کا طویل و عرض تقریباً اسی سطریں ہیں جس میں گیارہ سطریں زید سے متعلق ہیں اور انیس سطروں میں امام حسین علیہ السلام کی عام راستبازی کا تذکرہ ہے اور باقی پچاس سطروں میں (مرزا جی) کی اپنی کن ترانیاں ہیں۔ اس میں تاویانی صاحبان نے یہ وجہ بیان نہیں کی کہ آخر اس پفلٹ کے لکھنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟ اصل بات یہ ہے کہ مرزا جی نے اپنی نبرت کی پٹری جملے کے لیے جن بزرگ ہستیوں کو اپنی سخت گوئی اور توہین کا نشانہ بنایا ہے۔ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت پر نہایت ناروا حملے کیے ہیں خصوصاً سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ توہین کی اور مذاق اڑایا ہے کہ جس پر نہ صرف اہل اسلام بلکہ ہر مذہب کے شریف انسان نے مرزا جی کا نوٹس لیا کہ آپ نے ان بے گناہوں کو صدیوں بعد کچھ اس قسم کے کلمات سے یاد کیا کہ زید بھی شرما جائے۔ اس پر مرزائی احباب بہت بوکھلائے اور عوام کو اندھیرے میں رکھتے ہوئے اس قسم کا غیر متعلق پفلٹ شائع کر دیا۔ میں دلی خیر خواہی کے ساتھ مرزا جی کا اصل مسلک ان کے اپنے الفاظ میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں۔ آپ اپنے ضمیر سے خود فیصلہ طلب کریں۔

مرزا جی نے لکھا ہے، حسین..... پیچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے لیکن ایسے بندے تو کروڑ ہا دنیا میں گزر چکے ہیں اور خدا جانے کہ آگے کس قدر رہیں گے۔ خدا کے تمام نبیوں نے میری تعریف کی (مرزا جی کی) ہے اور مجھے تمام انبیاء کا منظر مٹھرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو مجھ سے کیا نسبت ہے.... خدا اور رسول نے مجھے فضیلت دی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں؟

کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی گواہی سے مسیح موجود (یعنی مرزا جی) حسین سے افضل ہے۔ حسین کو یہ شرف بھی نصیب نہ ہوا کہ وہ موت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب دفن کیا جاتا (شاید مرزا جی روئے اقدس کے اندر دفن ہوئے ہوں گے۔ از مؤلف) قرآن شریف نے تو امام حسین کو تہ ابنت (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہونے) کا بھی نہیں دیا بلکہ نام بھی مذکور نہیں (شاید مرزا جی کے نام کی کوئی مستقل سورت نازل ہوئی ہوگی۔ مؤلف)..... امام حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے برخلاف ہے۔ (پھر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نمود بائہ بہت بڑی غلطی ہوئی کہ آپ نے فرمایا ہذا ان ابناي حسن اور حسین میرے بیٹے ہیں۔ مؤلف) حق تو یہ ہے کہ قرآن شریف نے اس تعلق کو جو امام حسین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ پسر و دختر ہونے کے بتایا۔ نہایت ہی ناچیز کر دیا (معاذ اللہ۔ مؤلف)

(ردحالی خزائن جلد ۸ نزول المسیح ص ۴۳ تا ص ۴۸ تصنیف مرزا)

ناظرین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا جی کے نزدیک امام حسین رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا (نمود بائہ) قرآن شریف کے حکم کے تو خلاف ہے حالانکہ امام حسین رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے اور نواسہ بھی بیٹا ہی ہوتا ہے جیسے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ہذا ان ابناي یہ دونوں حسن اور حسین میرے بیٹے ہیں مگر مرزا جیوں کے نزدیک مرزا جی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے عین مطابق ہے چنانچہ مرزا جی کے فرزند کشمیر احمد علی نے اپنی کتاب الکلمۃ الفضل کے ملا پر لکھتے ہیں:-
ماں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اکھوتا بیٹا (یعنی مرزا غلام احمد) جس کے نام پر رسولوں نے ناز کیا تھا وہ زمین پر اترا تو امت محمدیہ کی بھیڑیں اس کے لیے بھیڑیں

بن گئیں۔

کربلا یست میر محمد آئم صد حسین است و در گریبانم
کربلا ہر وقت میری میر گام ہے۔ ترجمین میری آستین میں ہے
(در شمیم فارسی مجہد عاشق مرزا جی ص ۳۳۴)

کیا تو اس (حسین) کو تمام دنیا سے زیادہ پرہیزگار سمجھتے ہو۔ تم نے امام حسین کو
تمام مخلوق سے افضل سمجھا ہے جو خدا نے پیدا کیے ہیں۔ گویا لوگوں میں وہی ایک آدمی
تھا اور اس کو خدا نے پاک کیا اور غیر ناپاک ہیں۔ یہ تو بتلاؤ کہ اس (حسین) سے تمہیں
دینی فائدہ کیا پہنچا؟^{۱۸} حسین کو محمد (مرزا جی) سے کچھ زیادت نہیں۔ میں خدا کا کشتہ
ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ۔ پس فرق کھلا کھلا دیکھا ہے^{۱۹}۔

محمد میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیوں کہ مجھے ہر ایک وقت میں
خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر تم دشت کربلا کو یاد کرو اب تک روتے ہو
پس سوچ لو (مرزا جی) روحانی خزائن جلد ۱۹ اعجاز احمدی تصنیف مرزا جی)

اے قوم شیعو! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں مسیح
مسیح کتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا جی) ہے کہ اس حسین سے بڑھ کر ہے۔

(روحانی خزائن جلد ۱۸ ادافع البلاء ص ۱۲۳ تصنیف مرزا)

تم نے اس کشتہ سے مدد چاہی جو نو میدی میں مر گیا^{۱۹} تم نے خدا کے
جلال اور محمد کو بھلا دیا ہے اور تمہارا درد صرف حسین ہے پس یہ اسلام پر ایک
مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے سامنے گوہ (پاخانہ) کاڑھو ہے^{۱۹}
(روحانی خزائن جلد ۱۹ اعجاز احمدی تصنیف مرزا)

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک خادمہ جس نے صاحبزادہ بشیر احمد کو اٹھایا ہوا
تھا۔ اس کو کسی شخص نے کوئی کام کرنے کے لیے کہا۔ اس نے جواب دیا میں

ابھی یہ کام نہیں کرتی۔ اس نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا۔ حضرت مسیح موعود کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ میری یہ اولاد شمار اللہ میں داخل ہے۔ اس عورت کو جس نے سچا اٹھایا ہوا تھا جس نے مارا ہے اس نے شمار اللہ کی ہتک کی ہے پس جو خدا تعالیٰ کے نشانات ہوں ان کی تعظیم کرنی چاہیے

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل)

۸ فروری ۱۹۲۴ء

مرزا جی کے نزدیک ان کی اولاد شمار اللہ میں داخل ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے حضرت حسین علیہ السلام شمار اللہ میں داخل نہیں؟ اور اگر جس عورت نے مرزا جی کے لڑکے کو اٹھایا ہوا ہے اسے تھپڑ مارنے سے شمار اللہ کی بے حرمتی ہوئی تو حضرت حسین علیہ السلام کی تحقیر سے شمار اللہ کی بے حرمتی کیوں نہیں ہوتی؟

مرزا جی کا خاص الزام ہے اخراج منہ الیٰ نذیون یعنی نادیاں میں زیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں حتیٰ کہ مرزا جی کی تحقیق کے بموجب چودہویں صدی کا دمشق بھی نادیاں ہے گویا اس زمانہ کے زید کا صدر مقام ہے۔ زید تو اس درجہ بدنام ہے ہی لیکن اس جسارت کا کیا انجام ہے جسے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی

یہ گھر جو بہ رہا ہے کہیں نیراہی گھر نہ ہو

حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی توبہ بین

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مواعظی محترکہ کے ۱۸۸ پر لکھا ہے

کہ تیسرا مرت کے دن اعلان ہوا عفووا انہما کمر حتیٰ تجوزنا فاطمۃ الزہراء

د سب اپنی اپنی اسکیں بند کریں کیوں کہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی سواری گزر رہی ہے
خود سیدہ نے فرمایا تھا کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو میرا جنازہ رات کے
اندھیرے میں لے جانا کہ دن کی روشنی میں۔ تاکہ کسی کی نظر میرے جنازے پر
بھی نہ پڑے۔

لیکن مرزا جی نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ میں مغرب کی غاند سے فارغ ہوا تو اس
وقت نہ مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار تھے بلکہ میں بیدار ہی کے
عالم میں تھا۔ اچانک سامنے ایک آواز آئی اور آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے
لگا۔ مقوڑی دیو کے بعد دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹکھٹانے والے جلد ہی جلد ہی میرے
قریب آسے ہیں۔ یہ پہنچتے ہی پاک تھے یعنی علی ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے اور
فاطمہ الزہراء اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم..... اور دیکھتا ہوں کہ فاطمہ الزہراء نے میرا
سر اپنی ران پر رکھ دیا۔ (نعوذ باللہ من ذلک - مؤلف) آئینہ کالات اسلام ۵۴۹
کیا کوئی شخص اس چیز کو برداشت کر سکتا ہے اور اس کی بیٹی، بیوی اور
والدہ ان کی موجودگی میں نامحرم کا سر اپنی ران پر رکھنے کے واسطے تیار رہے۔ خواہ بیٹا
سمجھ کر ہی سہی یا یہ بے غیرتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم، علی کرم اللہ وجہہ، امام حسن
حسین علیہما السلام اور سیدہ خاتون جنت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے واسطے
روایتی (نعوذ باللہ من ذلک)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توہین

پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑا اور اب نئی خلافت لا۔ ایک زندہ علی (مرزا جی)
تم میں موجود ہے۔ اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی تلاش کرتے ہو۔

ابھی یہ کام نہیں کرتی۔ اس نے اس کے منہ پر تپڑ مارا۔ حضرت مسیح موعود کو جب اس کی خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ میری یہ اولاد شعاثر اللہ میں داخل ہے۔ اس عورت کو جس نے بچہ اٹھایا ہوا تھا جس نے مارا ہے اس نے شعاثر اللہ کی ہتک کی ہے پس جو خدا تعالیٰ کے نشانات ہوں ان کی تعظیم کرنی چاہیے

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی جلسہ سالانہ مندرجہ اخبار الفضل)

۸ فروری ۱۹۲۴ء

مرزا جی کے نزدیک ان کی اولاد شعاثر اللہ میں داخل ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامی حضرت حسین علیہ السلام شعاثر اللہ میں داخل نہیں؟ اور اگر جس عورت نے مرزا جی کے لڑکے کو اٹھایا ہوا ہے اسے تپڑ مارنے سے شعاثر اللہ کی بے حرمتی ہوئی تو حضرت حسین علیہ السلام کی تحقیر سے شعاثر اللہ کی بے حرمتی کیوں نہیں ہوتی؟

مرزا جی کا خاص الزام ہے اخراج منہ الینف یدین یعنی ناواہیاں میں زبردی لوگ پیدا کیے گئے ہیں حتیٰ کہ مرزا جی کی تحقیق کے بموجب چودہویں صدی کا دمشق بھی تا دیاں ہے گویا اس زمانہ کے زید کا صدر مقام ہے۔ زید تو اس درجہ بدنام ہے ہی لیکن اس بے حسارت کا کیا انجام ہے جسے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی

یہ گھر جو بہ رہا ہے کہیں تیرا ہی گھر نہ ہو

حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی توبہ بین

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مواعظی محترکہ کے ص ۱۸۸ پر لکھا ہے کہ تیسرا دن اعلان ہوا غصوا انصلما کمر حتی تجوز فاطمة الزہراء

(ملفوظات احمدیہ جلد دوم ص ۱۴۲ مطبوعہ ربوہ)

تمام اہل بیت کی توہین!

و قال عليه الصلوة و
السلام انا مدينة
العلم و على بابها
من اراد العلم
فليأتها من بابہ

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے
دروازہ ہیں جو علم حاصل کرنے
کے ارادہ سے شہر میں آتا ہے اسے
دروازہ سے ہی آنا پڑے گا۔

مذکورہ حدیث شریف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علم پر نچتہ شہادت ہے۔ یہ ایک
حقیقت ہے کہ آپ کا فقیہ ہونا اور حدیث و قرآن کے معارف جاننے میں تمام
صحابہ میں آپ کا شمار صفت اول میں ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے:-

سئل فی ما شئتم حدیث اور قرآن سے متعلق جو سوال
آپ چاہیں، مجھ سے کریں۔ میں
اس کا جواب دوں گا۔

لیکن مرزائیوں کی جبارت دیکھیے لکھتے ہیں:-

یہ سوال کہ حضرت علی نبی کیوں نہ ہوئے اور دیگر اہل بیت (یعنی حضرت حسن
حسین رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد و اولاد میں سے آج تک کسی) نے یہ مرتبہ کیوں
نہ پایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی یا دیگر اہل بیت کامل طور پر آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے علوم اور معارف کے وارث ہوئے۔۔۔۔۔ ضرور وہ بھی نبوت کا
درجہ پاتے (اخبار الفضل قادیان ۱۷ اپریل ۱۹۱۶ء)

ناظرین کرام! حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر اہل بیت تو نعوذ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم اور معارف کے کامل وارث نہ تھے۔ ہاں مرزا غلام احمد قادیانی ضرور تھے۔ چنانچہ مرزا جی لکھتے ہیں۔

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا وارث، اس کے خلق کا وارث، اس کے علم کا وارث اور اس کی روحانیت کا وارث ہوں اور نبوت کا۔

(روحانی خزائن جلد ۱۱ ایک غلطی کا ازالہ ۲۱۴ تصنیف مرزا جی)

اب میں آپ کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر اہل بیت کا صحیح مقام حدیث شریف کی روشنی میں پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ یہ آپ کے شکستہ دل کے واسطے باعث سکون اور تازہ زخموں کے لیے مرہم ثابت ہوگا۔

عبدالرحمن عفی عنہ

نوٹ: مناقب اہل بیت علیہم السلام کے متعلق جو حدیثیں لکھی گئی ہیں، ان کا ماخذ ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف اور قطب زماں عالم ربانی محبوب سبحانی سید پر عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غنیۃ الطالبین اور علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب تاریخ الخلفاء ہے۔

علاوہ ازیں یہ بھی یاد رہے کہ طوالت کے خوف سے متن
یعنی نفس حدیث اور اس کے صرف لفظی ترجمہ پر اکتفا
کرتے ہوئے مزید تشریح وغیرہ کو چھوڑ دیا ہے



لے باقی ماندہ حصہ مناقب اہل بیت ان شاء اللہ جلد ہی چھپ کر شائع ہو جائے گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وعن عائشة قالت
خرج النبي صلى الله
عليه وسلم غداة وعليه
مرط مرحل من
شعر اسود فجاء الحسن
بن علي رضي الله عنه
فادخله ثم جاء الحسين
فادخل معه ثم جاءت
فاطمة فادخلها ثم
جاء علي فادخله ثم
قال انما يريد الله
ليذهب عنكم العرجس
اهل البيت ويطهركم
تطهيرا۔

رواه مسلم

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز صبح کے
وقت ایک سیاہ نقش دار کملی اوڑھے
باہر تشریف لاتے (غالباً صحن مکان)
کہ آپ کی خدمت حسن بن علی حاضر ہوئے
آپ نے اُن کو کملی کے اندر بٹھالیا۔ پھر حسین
آئے اُن کو بھی آپ نے کملی کے اندر بٹھا
لیا پھر فاطمہ آئیں آپ نے اُن کو بھی کملی
میں بٹھالیا پھر علی آئے اور آپ نے
اُن کو بھی کملی کے اندر داخل کر لیا۔ اور یہ
آیت پڑھی۔ اِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ
الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔
یعنی اے اہل بیت خداوند تعالیٰ یہ چاہتا
ہے کہ تم سے گناہوں کی ناپاکی دُور کر دے
اور تم کو پاک و صاف کر دے۔

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ علیؑ سے منافق کو محبت
نہ ہوگی اور قمر بن کو بغض، اور جس نے
علیؑ کو گالیاں دیں اس نے دراصل
مجھے گالیاں دیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے اللہ جس کا میں دوست ہوں
علیؑ بھی اس کا دوست ہے اے اللہ
اس شخص کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست
رکھے اور اس کو دشمن جان جو علیؑ کا دشمن ہو
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ فاطمہؑ میری گوشت کا ٹکڑا ہے جس
شخص نے فاطمہ کو غضب ناک کیا
اس نے مجھے غضب ناک کیا اور ایک
روایت میں ہے جو چیز فاطمہ کو پریشان
کرتی ہے وہ چیز مجھے بھی پریشان کرتی

و عن ام سلمة قالت
قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لا يحب
عليًا منافق ولا يبغضه
مؤمن من سب عليًا
فقد سبني

وقال عليه الصلوة
والسلام اللهم من كنت
مؤلاً فاعلى مؤلاً اللهم
وال من والاه و عاد
من عاداه

وقال عليه الصلوة
والسلام فاطمة بضعة
منى فمن اغضبها اغضبني
وفي رواية من يدينى ما
ارابها من يوزينى ما
اذا ما

ہے اور تکلیف دیتی ہے مجھے وہ چیز
جو فاطمہ کو تکلیف دیتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علی،
فاطمہ اور جن حسین کی نسبت فرمایا جو
شخص ان سے ٹپے میں اس سے
ٹرنے والا ہوں اور جو شخص ان سے
مصالحت رکھے میں اس سے مصالحت
رکھنے والا ہوں۔

یحییٰ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے
حضرت عائشہ صدیقہ سے دریافت
کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب
سے زیادہ محبت کس سے تھی آپ
نے فرمایا فاطمہ سے۔ میں نے پوچھا مرد
میں سے کس سے تھی؟ انہوں نے فرمایا
حضرت علی سے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا فاطمہ بہشت کی عورتوں

وقال عليه الصلوة
والسلام لعلي وفاطمة
والحسن والحسين اينا
حرب لمن حاربهم و
سلم لمن سالمهم

وعن جبيع بن عيين
قال سألت عن عائشة
امى الناس كان احب الى
رسول الله صلى الله عليه
وسلم قالت فاطمة
فقيل من الرجال قالت
نونا جها

وقال عليه والسلام
ان فاطمة سيدة نساء

اهل الجنة و ان الحسن
و الحسين سيد شباب
اهل الجنة

کی سردار ہے اور حسن حسین بہشت کے
نوجوانوں کے سردار ہیں۔

عن البراء قال
سأيت النبي صلى الله
عليه وسلم و الحسن
ابن عليّ عليّ عاتقهم
يقول اللهم اني احبه
فاحبه

حضرت براء فرماتے ہیں میں نے
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ
حسن بن علی آپ کے کندھے پر تھے
اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ
میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی
اس سے محبت فرما۔

و عن ابي بكر قال
سأيت رسول الله صلى
الله عليه وسلم على
النبي و الحسن ابن
عليّ الى جنبه و هو يقبل
على الناس مرة و عليه
اخرى و يقول ان ابني
هذا سيد و لعل الله ان

حضرت ابی بکر سے روایت ہے
کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو
دیکھا کہ آپ منبر پر تھے اور حسن بن
علی آپ کے پہلو میں تھے۔ آپ ایک
مرتبہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور
اور دوسری مرتبہ حضرت حسن بن علی
جانب، اور فرماتے جاتے میرا یہ
بٹیا سید ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس

یصلح بین نعتین کے ذریعہ مسلمانوں کے دو عظیم فرقوں کے
 عظمتین من المسلمین درمیان صلح کرادے۔ (بخاری)
 یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت
 کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور حضرت امیر معاویہ
 رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ قریب تھا کہ دونوں کے
 گروہوں کے درمیان خونریز لڑائی ہو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے
 خلافت حضرت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور خود دست بردار ہو گئے
 آپ کے اس حسن کردار سے دو مسلمان گروہوں میں قتل و غارت بند
 ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اس فعل، اور صلح کرنے
 کی تعریف فرمائی ہے۔

لیکن بشیر الدین محمود احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی کی جہارت دیکھئے
 کہ جب امت مرزائیہ میں بوجہ بشیر الدین کے بدکردار زانی، شرابی،
 لوطی ہونے کے اختلاف ہوا اور بشیر الدین سے مطالبہ ہوا کہ خلافت
 سے دست بردار ہو جاؤ تو بشیر الدین نے کہا کہ میں

”میں اتفاق کی خاطر اس خلافت سے دست بردار
 ہو جاتا مگر میرے سامنے حضرت امام حسن کا واقعہ ہے کہ
 جب انہوں نے خدا کی دی ہوئی نعمت سلطنت کو ترک

یصلح بین نعتیں کے ذریعہ مسلمانوں کے دو عظیم فرقوں کے عظیمتین من المسلمین درمیان صلح کرادے۔ (سجاری)
 یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ قریب تھا کہ دونوں کے گروہوں کے درمیان خونریز لڑائی ہو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور خود دست بردار ہو گئے آپ کے اس حسن کردار سے دو مسلمان گروہوں میں قتل و غارت بند ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اس فعل، اور صلح کرنے کی تعریف فرمائی ہے۔

لیکن بشیر الدین محمود احمد ابن مرزا غلام احمد قادیانی کی جبارت دیکھئے کہ جب امت مرزائیہ میں بوجہ بشیر الدین کے بدکردار زانی، شرابی، لوطی ہونے کے اختلاف ہوا اور بشیر الدین سے مطالبہ ہوا کہ خلافت سے دست بردار ہو جاؤ تو بشیر الدین نے کہا کہ میں

”میں اتفاق کی خاطر اس خلافت سے دست بردار ہو جاتا مگر میرے سامنے حضرت امام حسن کا واقعہ ہے کہ جب انہوں نے خدا کی دی ہوئی نعمت سلطنت کو ترک

کرنے کے امیر معاویہ کے سپرد کر دیا تو ان کی ناشکری کے طفیل خدا تعالیٰ نے ہمیشہ کے لیے ان کے خاندان سے سلطنت چھین لی۔ یہ ہی وجہ ہے کہ آج تک ان کے خاندان میں کوئی بھی بادشاہ نہ ہوا۔
(المہدی ص ۳۱۲ - ص ۳۱۴)

ساری دنیا میری (یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کی) دشمن اور جان کی پاسبی ہو جاتی جو کہ زیادہ سے زیادہ یہی کرتی کہ میری جان نکال لیتی تو میں آخری دم تک اس بات پر قائم رہتا اور کبھی خدا کی دی ہوئی نعمت کے روکنے کا خیال بھی میرے دل میں نہ آتا کیونکہ یہ غلطی بڑے بڑے خطرناک نتائج پیدا کرتی ہے۔“ (ص ۱۱)

”ایک دفعہ انہوں نے (امام حسنؑ نے) خدا کی نعمت کو چھوڑا، خدا تعالیٰ نے کہا اچھا اگر تم اس نعمت کو قبول نہیں کرتے تو پھر تم میں سے کسی کو یہ نعمت نہ دی جائے گی۔ چنانچہ پھر کوئی سید بادشاہ نہیں ہوا..... امام حسنؑ نے خدا کی دی ہوئی نعمت واپس کر دی جس کا نتیجہ بہت تلخ نکلا، تو خدا تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو رد کرنا کوئی معمولی بات نہیں“ (ازارِ خلافت ص ۲۴)

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی کو اپنے کندھے پر اٹھائے تھے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا اے لڑکے کیسی اچھی سواری ہے جس پر تو سوار ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ سوار بھی تو اچھا ہے۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ حسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہیں شکل میں سر سے لے کر سینہ تک اور حسین حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہ ہیں شکل میں سینہ سے لے کر پاؤں تک۔

حضرت انس سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضرت حسن اور حسین

عن ابن عباس قال
كان رسول الله صلى الله
عليه وسلم حاصل
الحسن ابن علي عاتقهم
نعم المركب ما كبت
يا غلام فقال النبي
صلى الله عليه وسلم
ونعم البر أكب هو
وعن علي قال الحسن
اشبه رسول الله صلى
الله عليه وسلم ما بين
الصدر الى الراس و
الحسين اشبه النبي
صلى الله عليه وسلم
ما كان اسفل من ذلك
وعن انس قال لم
رأى احدا مشبه بالنبي

صلی اللہ علیہ وسلم من
الحسن ابن علی و قال
فی الحسین ایضاً کان
اشبههم ب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
وعن انس قال کنت
عند ابن زیاد فجئی
بر اس الحسین فجعل
یضرب یقضیب فی
انفه و یقول ما رايت
مثل هذا حسناً فقلت
اما انه کان اشبههم
بر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم

وعن اسامة بن زید
قال طرفت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم

شکل و صورت میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم سے بہت مشابہ
تھے۔

حضرت انس سے روایت ہے
کہ میں عبد اللہ ابن زیاد کے پاس
بیٹھا ہوا تھا کہ حسینؑ کا سر مبارک
لایا گیا۔ ابن زیاد آپؑ کی ناک میں
لکڑی مارتا جاتا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا
کہ اس طرح کا حسن میں نے نہیں
دیکھا۔ میں نے کہا حسینؑ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت میں
بہت مشابہ تھے۔

اور حضرت اسامہ بن زید سے
روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں
ایک دفعہ رات کے وقت ذاتی کام

ذات لیلۃ فی بعض الحجاب
 فخرج النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم و هو
 مشتمل علی شیء لا
 ادبری ما هو فلما فرغت
 من حاجتی قلت ما هذا
 الذی انت مشتمل علیہ
 فکشفہ فاذا الحسن و
 الحسین علی و ماکہ
 فقال هذا ابنی
 و ابن بنتی اللهم انی
 احبہما فاحبہما و احب
 من یحبہما۔۔۔۔۔

عن انس قال سئل
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ

کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 خدمت اقدس میں حاضر ہوا حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف
 لائے۔ آپ ایک چیز کے اندر
 غالباً کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے
 پس جب میں اپنی حاجت سے فارغ
 ہوا تو میں نے عرض کیا حضور یہ کیا لپٹے
 ہوئے ہیں۔ آپ نے وہ چیز نکال
 دی (یعنی کپڑا اٹھایا) تو آپ کی دونوں
 ہاتھوں میں حسن حسین تھے آپ نے
 فرمایا یہ دونوں میرے اور میری
 بیٹی کے بیٹے ہیں۔ اے اللہ میں
 ان سے محبت رکھتا ہوں تو بھی
 ان سے محبت کر اور جو شخص ان
 سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر۔

حضرت انس سے روایت
 ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

وسلم اہی اصل بیتک
 احب الیک قال الحسن
 والحسین وکان یقول
 لفاطمة ادعی لی ابنی
 فیضمہما ویضمہما الیہ
 (ترمذی ص ۵۴)

وقال علیہ الصلوٰۃ
 والسلام ان الحسن
 والحسین هما ریحانا ی
 من الدنیا

وعن بریدۃ قال
 والسلام حسین منی
 وانا من حسین احب
 اللہ من احب حسینا

وعن بریدۃ قال
 کان رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم یخطبنا

سوال ہوا کہ اہل بیت میں سے آپ
 کو سب سے زیادہ کون پیارا ہے
 آپ نے فرمایا حسن اور حسین۔ آپ ان
 دونوں کو بلاتے جب دہ آپ کے
 پاس آتے، آپ ان کے بدن کو
 سونگھتے یعنی بوسہ دیتے اور گلے لگاتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 حسن اور حسین دنیا میں میرے دو پھول
 ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 حسین مجھ سے ہے اور میں حسین
 سے ہوں۔ جس نے حسین سے محبت
 کی اللہ اس سے محبت کرے۔

حضرت برید سے روایت ہے
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے
 وعظ فرما رہے تھے کہ حضرت

اِذَا جَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ
عَلَيْهِمَا تَبْيَضُّ وَتَسْوَدُّ
الْأَعْيُنُ وَيَعْتَرِجُ
الْقَلْبُ مَرُّ سَوْدٍ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْمَنْبَرُ فَنَحْلُهَا وَنَضَعُهَا
بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ تَأْتِي
صَدَقَ اللَّهُ إِنَّمَا أَمْرُ الْكُمُرِ
وَإِنْ لَا دُكْمُ فِتْنَةٌ نَظَرْتُ
إِلَى طُذَيْنِ الصَّبِيِّينِ يَمْشِيَانِ
وَيَعْتَرَانِ فَلَمَّا صَبَرَ
حَتَّى قَطَعَتْ حَدِيثِي
وَمَنْعَتُهُمَا

حسن اور حسین سرخ کرتے پستے ہوئے
آگے چلتے تھے اور گر پڑتے تھے
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو
منبر پر اپنے سہنے بٹھایا اور فرمایا،
اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا تمہارا مال
اور اولاد فتنہ یعنی آزمائش میں
نے دیکھا کہ یہ دونوں بچے چلتے ہیں
اور گر پڑتے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہو
سکا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات
کو قطع کیا اور ان دونوں کو اٹھایا۔
ترمذی ۴۴۵

ام فضل بنت حارث سے
روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں
حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ

عن ام الفضل انہا
دخلت علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقلت یا رسول اللہ

علیه و سلم انی مرایت
 حلما منك الليلة قال
 و ما می قالت انه شدید
 قال و ما می قالت
 مرایت کان قطعة من
 جسدك قطعت و
 وضعت فی حجر می
 فقال رسول الله صلی
 الله علیه و سلم مرایت
 خیر ائتله فاطمة ان شلو
 الله غلاما یکن فخر
 حبرک فولدت فاطمة
 الحسین فکان فی حجر می
 کما قال رسول الله صلی
 الله علیه و سلم قد خلت
 یوما علی رسول الله
 صلی الله علیه و سلم

میں نے آج رات بہت بُرا خواب
 دیکھا ہے آپ نے فرمایا کیا ہے میں
 نے کہا وہ بہت ڈراؤنا خواب ہے
 آپ نے فرمایا بتا تو سہی۔ میں نے کہا
 میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک سے
 ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھ
 دیا گیا۔ آپ نے فرمایا تو نے بہت
 اچھا خواب دیکھا۔ ان شاء اللہ فاطمہ
 ایک لڑکا جنے گی جو سب سے
 پہلے تیری گود میں آئے گا چنانچہ
 حضرت فاطمہؓ کے ہاں جب حضرت
 حسینؓ پیدا ہوئے میں وہیں تھی
 سب سے پہلے میں نے حضرت
 حسینؓ کو گود میں اٹھایا جیسا کہ حضور
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا پھر
 ایک دفعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی خدمت میں حاضر ہوئی اور

فرضتہ فی حبسہ ثم
 کانت منی التفاتہ فاذا
 عینا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تہریقان
 الدرع قالت فقلت
 یا نبی اللہ باجی انت
 و امی مالک قال اتانی
 جبریل علیہ السلام
 فاخبرنی ان امتک
 ستقتل ابنی هذا
 فقلت هذا قال نعم و
 اتانی بترتہ من تربتہ
 حساء

حضرت حسین کو آپ کی گود میں رکھ دیا
 اور دوسری طرف دیکھنے لگی اچانک
 میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کا آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور
 آپ رو رہے ہیں میں نے عرض کیا
 میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں
 لے لے اللہ کے پیارے نبی یہ کیا بات
 ہے یعنی آپ کیوں رو رہے ہیں
 آپ نے فرمایا ابھی ابھی جبریل کے
 پاس آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا
 کہ عنقریب تیری امت تیرے اس
 بیٹے کو قتل کر دے گی میں سمجھوں
 کیا کہ اس بیٹے یعنی حسینؑ کو آپ نے
 فرمایا ہاں اور میرے پاس اس
 حکم کی مٹی بھی لائے تھے جہاں قتل
 کیا جائے گا وہ سرخ مٹی تھی

حضرت ام سلمہ سے روایت ہے
 کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ
 میرے گھر تشریف فرما تھے کہ اچانک
 امام علی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ
 تشریف لائے۔ میں اس وقت دیکھ
 رہی تھی کہ امام حسین رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم کے سینہ مبارک پر کھیل رہے
 ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ
 مبارک میں تھوڑی سی مٹی ہے اور
 آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں
 اسی اٹھامیں امام حسین چلے گئے تو میں
 نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے
 ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ یہ
 کیا بات تھی جو میں نے دیکھی کہ آپ
 کے دست مبارک میں تھوڑی سی
 خاک تھی اور آپ آنسو بہا رہے تھے
 تو آپ نے جواب دیا کہ جب میں نے

امام حسینؑ کو اپنے سینہ مبارک پر
 کھیلنے دیکھا تو بہت خوشی ہوئی۔ اسی
 وقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف
 لائے اور مجھے محفوظی سی مٹی دے
 کر کہا کہ یہ اس سرزمین کی مٹی ہے جہاں
 حضرت امام حسینؑ شہید ہوں گے،
 تو اس خبر کو سن کر میرے آنسو بھی
 جاری ہو گئے۔

ترمذی نے سلمیٰ سے روایت
 کی ہے کہ میں حضرت سلمہؓ کے پاس
 گئی تو آپ کو دو تے دیکھا۔ میں نے
 وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ
 میں نے حضرت رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے
 سر اور داڑھی مبارک خاک آلود ہو رہے
 ہیں۔ میں نے عرض کیا یا حضرت!
 کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا میں

عن سلمی قالت دخلت
 علی ام سلمة و ہی تبکی
 فقلت ما یبکیک قالت
 مرایت رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وسلم فی
 المنام و علی ما اسہ و
 لحیتہ التراب فقلت
 مالک یا رسول اللہ قال
 شہدت قل حسین انما

عن ابن عباس انه
قال مرايت النبي صلى
الله عليه وسلم فيما
يبي النائم ذات يوم
بنصف النهار اشعث
اغبر بیده قام و مرآة
فيه دم فقلت يا ج
انت و امی ما هذا قال
دم الحسين و امحابه
لم انزل التقطه منذ
اليوم فاحصى ذالك
الوقت فاجل قتل ذالك
الوقت

شہادتِ حسینؑ ابھی دیکھ کر آیا ہوں۔
بیعتی نے دلائل میں ابن عباس
سے روایت ہے کہ میں نے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دوپہر
کے وقت دیکھا کہ آپ خاک آلود
تشریف لیے جا رہے ہیں اور آپ
کے دست مبارک میں نشیبی ہے
جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا،
میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں
یہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ حسین
اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے
کہ میں آج تمام دن اسے جمع کرتا
رہا ہوں۔ ہم نے وہ دن شمار کیا تو
عین شہادت کا دن تھا۔۔۔۔۔

یہ دن ماہِ محرم جو کہ ہمارے سالِ نو کا پہلا مہینہ ہے۔ اس
کی دسویں کا دن ہے۔ اس دن کو یومِ عاشورا کہتے ہیں۔ یہ دن بڑی

فضیلت کا دن ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح قلم، عرش و کرسی زمین و آسمان، چاند سورج اور ستارے پہاڑ اور دریا اسی دن پیدا فرمائے جبریل اور تمام فرشتے اسی دن پیدا ہوئے۔ حضرت آدم ابراہیم اور عیسیٰ علیہم السلام اسی دن پیدا ہوئے۔ آدم علیہ السلام جنت میں اسی دن داخل ہوئے اور اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب دشمنوں نے آگ میں ڈالا یا نادر کئی نبی داتا سلا ما علی ابن ابراہیم کہہ کر جلنے سے نجات دی اور آگ کو باغ بنایا، وہ یہی دن تھا۔

فرعون ملعون کو اللہ تعالیٰ نے سمندر میں غرق کر کے بنی اسرائیل اور موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے ظلم سے نجات اسی دن دی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ اسی دن قبول ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو پادشاہی اور حضرت یوب علیہ السلام کو بیماری سے شفا اسی دن ملی۔ سب سے پہلے زمین پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور آسمان سے بارش اسی دن برسی اور قیامت اسی دن قائم ہوگی۔ (غنیہ)

یہ وہ دن ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عاشورہ کے دن کاروزہ رکھا اس کو ساٹھ برس روزہ رکھنے کے برابر کا ثواب، دس ہزار فرشتوں کی عبادت کا ثواب، دس ہزار شہیدوں کی شہادت

دس ہزار حاجیوں کے حج کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے عاشورہ کی رات عبادت میں گزار دی اسے اللہ تعالیٰ ساٹھ برس کی عبادت کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔

اور جس نے عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرا، سر کے بالوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملیں گی اور ہر نیکی کے بدلے میں ایک درجہ بہشت میں بلند ہوگا اور جس نے اس دن کسی بھوکے مسلمان کو کھانا کھلایا اسے تمام امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کو کھانا کھلانے کے برابر ثواب ملے گا۔

اور جس نے اپنے اہل و عیال کو عاشورہ کے دن پیٹ بھر کے اچھے سے اچھے کھانے کھلائے تمام سال اللہ تعالیٰ اس کی روزی فراخ کرے گا۔

اور جو شخص اس دن غسل کرے گا تمام سال تندرست رہے گا۔ یہ وہ دن ہے جس میں امام عالی مقام جناب امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں بے دردی سے شہید کر دیے گئے۔ آپ کی شہادت کا واقعہ بہت دردناک اور طویل طویل ہے کوئی انسان اس کے سننے کی طاقت نہیں رکھتا۔

آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت میں سے سولہ آدمی شہید ہوئے
اور ساتھیوں سمیت بہتر۔
آپ کے نقش مبارک کی بے حرمتی کی گئی اور اس پر بارہ گھوڑے
دوڑا کے اسے روند اگیا۔

شہید کرنے سے پہلے آپ کے سامنے مستورات کے خیمے
کو آگ لگا دی گئی اور آپ کے دو صاحب زادے اصغر اکبر اور تمام
ساتھی شہید کر دیے گئے سب کے بعد آپ کی شہادت واقع ہوئی۔
جب آپ کی شہادت واقع ہوئی تو سات دن تک دنیا سیاہ رہی۔
دیواروں پر دھوپ کا رنگ نہ عفرانی رہا۔ ستارے ایک دوسرے پر
ٹوٹ کر گر گئے بہنے چھو مہینے تک برابر آسمان کے کنارے سرخ
ہے۔

اور یہ بھی روایت میں ہے کہ اس دن بیت المقدس کے جس پتھر
کو اٹھاتے تھے اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا تھا اور یہ بھی ہے کہ
جس دن آپ کی شہادت ہوئی۔ ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے جو قیامت
تک آپ کی مظلومیت پر روتے رہیں گے۔

حصہ اول

چھوٹا منہ بڑی بات

یعنی

مرزا جی کی زبان سے

حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق

توہین آمیز کلمات

تالیف

ابن سرور ابو الشہید حافظ عبد الرحمن مظفر گڑھی

مکتبہ سروریکہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون: ۸۴۲۷۶۲

مداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں کے

انمول موتی

تالیف
ابن سرور ابو الشہید حافظ عبد الرحمن منظر گڑھی

مکتبہ سروریکہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون : ۸۴۴۷۶۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو نہی میں اپنے ایک جان پہچان کے مرزائی دوست کی دکان کے سامنے سے گزرا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا، حافظ صاحب! آپ کی کتاب چھوٹا منہ بڑی بات، ابھی تک نہیں پھپی؟

مجھی نہیں! ان شاء اللہ الخنزیر غفریب چھپ جاتے گی۔ میں نے جواباً کہا۔ میرا یہ جواب سن کر اس نے مسکراتے ہوئے کہا، حضرت مرزا صاحب کے ایک مرید نے حضرت صاحب سے کہا کہ کل ایک آدمی نے میرے سامنے آپ کو بڑا بھلا کہا میرے جی میں آیا کہ اسے جان سے مار دوں اور صفحہ ہستی سے مٹا دوں۔ اس پر حضرت صاحب نے اسے بازو سے پکڑ لیا کمرے میں لے گئے اور الماری کا دروازہ کھول کر جو خطوط سے بھری ہوئی تھیں دکھا کر فرمایا، دیکھنا یہ سارے خطوط مجھے مخالفوں کی طرف سے موصول ہوئے ہیں جن میں سوائے گالیوں کے اور کچھ بھی نہیں مگر میں نے جواباً گالیاں دینا تو کجا بڑا تک بھی نہیں مانا اور تو اس قدر بے صبر ہوا کہ اسے جان سے ہلاک کرنے پر تہل آیا۔

یہ کہانی سنا کر اس نے مرزا جی کا ایک شعر پڑھا۔

گالیاں سن کر دماغ دیتا ہوں
دھم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

میں نے کہا، حضور! یہ باتیں انہیں سنائیں جنہوں نے مرزا جی کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا۔ میں ان انمول موتیوں سے خوب واقف ہوں جو مرزا جی کے دہن اقدس سے نکلے ہیں اس پر وہ دوست جی نہیں جی نہیں کی زٹ لگانے لگا اور میں وہاں سے چلتا بنا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب ہم مرزا جی کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جی کو گالیاں دینے کا خاص چسکا تھا، مشتے از خروارے مرزا جی کے منہ سے نکلے ہوئے چند انمول موتی اپنے دوست کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں۔

ۛ۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف

مرزا جی اپنے ہم عصر علماء سے مخاطب ہیں:۔
 اے بد ذات فرقہ مولویاں! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے
 کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے
 ظالم مولویو! تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہ عوام
 کا لالہ نام کو بھی بلایا مدۃً بعض خلیفہ طبع مولوی جو یہودیت کا
 خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں..... دنیا میں سب جانداروں سے
 زیادہ پیدا در کراہمت کے لائق خنزیر ہے مگر خنزیر سے زیادہ پلید
 وہ لوگ ہیں جو حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔ اے مردار

خوار مولویو! اور گندی روحو! تم پر افسوس..... اسے اندھیرے
کے کٹیرو..... تم جھوٹ مسکت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو
عیسائیوں نے کھائی ہے۔ ۳۰۵ اسے نادانو، احمقو، آنکھوں کے
اندھو، مولویت کو بزم کرنے والو..... یہودیوں کے لیے تو خدا
نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لہی ہوئی ہوں
مگر یہ (مولوی) خالی گدھے ہیں اور اس شرف سے بھی محروم ہیں
جو ان پر کوئی کتاب ہو (۳۳۰ تا ۳۳۱)

نالائق مولویوں کو ذلت پر ذلت نصیب ہوئی..... نفاق نو
..... یہودی سیرت مولوی ذلیل ہو گئے قلوب ملعونہ (پٹھکار
ہوئے دل (۲۴۱) انجام آتھم) اسے بد بخت مفتر بولو! ۳۲۷ یہ
جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا
..... خدا نے مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا (انجام آتھم ۳۲۲)

اسے بے ایمانو! نیم عیسائیو، و جاہل کے ہمراہیو! اسلام کے دشمنو!
تمہاری..... ایسی عیسیٰ ہے (مجموعہ اشتہارات مرزا ج ۲ ص ۴۹)
بعض مولوی دنیا کے کتے (استغفار ۱۲۸ روحانی خزائن جلد ۱۱)

کم بخت متعصب (سراج منیر ج ۱۲ ص ۱۲ روحانی خزائن) نابکار
مولوی (تحفہ گوڑوید ج ۱ ص ۹۲ روحانی خزائن) شریر کتوں کی طرح

ترياق القلوب ص ۲۶۳، ۱۲۸ ج ۱۵ روحانی خزائن) دنیا پرست
 فطرتی بدذات، سیاہ دل اور شریر مولوی (ضیاء الحق ص ۲۸۵
 جلد ۹) اسے شریر مولوی اور ان کے چلیو غزنی کے ناپاک سکھو !
 (حوالہ مذکور ص ۲۹۱) اسے نادان اور سفیدہ (انور الحق ص ۲۵۳ جلد ۸)
 بے ایمان اور اندھے مولوی ص ۳۰۴ تقویٰ اور دیانت سے دور
 (ص ۳۰۵ انجام آتھم)

مولانا شہداء اللہ مرحوم کو گالیاں

ابو جہل (تمہ حقیقتہ الوسی ص ۲۵۸) کفن فروش سخت بے
 حیاتی بے سبب بولا کتوں سے بدتر بے درجہ بھونکتا ہے ص ۱۳۲ مچھر،
 بچھو، خمل (بھٹنا) ص ۱۹۵ بکواس کرتا ہے ص ۱۵۶ مولوی شہداء اللہ پر دس
 لعنتیں لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت،
 لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت،
 ص ۱۲۹ روحانی خزائن جلد ۱۹ کتے مردار خواہ (ضمیمہ انجام آتھم)

مولانا سعد اللہ مرحوم کو گالیاں

لعین، ناسق، شیطان، ملعون، سفیدوں کا لطفہ، بدگو، نجیث،

مفسد، منحوس، متکبر، تیرا نفس خبیث گھوڑا ہے، زانیہ کے بیٹے، نامراد
 خدا تعالیٰ نے اس کی بیوی کے رحم پر مہر لگا دی (۲۲۲/۲۲۲ حقیقۃ الوحی) شیطان
 فطرت، نادان، عدوالدین (دین کا دشمن) ۲۴/۲۴ انوار الاسلام جلد ۹،
 روحانی خزائن) ہندو زادہ، شقی، خبیث طینت، فاسد القلب فطرتی
 خبیث، محض جابل، ہندو زادہ بد فطرت، نامراد، ذلیل، رسوا کرے گا۔
 مولانا محمد حسین بیالوی کو گالیل (۵۵/۵۵ انجام آ مقم)

”ظالم یعنی محمد حسین اپنے ہاتھ کاٹے گا اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا
 شیخ بے ادب، تیز مزاج نے سراسر ظلم اور ناحق پسندی کی خصلت ظاہر
 کی ۳۲۶/۸۴ شرم، شرم، شرم..... (شاخا ربخاوسی) بے ہودہ ۳۲۶/۸۴ کینہ
 شرارتی، بد زبان، منفردی، بھڑکا، پلید، بے حیا، گندہ زباں، سفلہ (کینہ)
 سراسر حیا اور تہذیب کا مخالف ۲۳/۱۳ روحانی خزائن جلد ۱۵ اتریاں القلوب
 بڑے میاں بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ حضرت مسیح موعود
 کے ہم عمر مولوی محمد حسین بیالوی بھی تھے ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا
 ان کو اگر حضرت اقدس مرزا جی کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے
 والا بیٹا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ابد ہونے (یعنی مرزا جی) کے
 مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں

ابو جہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔" (الفضل ۲، نومبر ۱۹۲۲ء، بیان مرزا محمود)

مولانا عبدالحق غزنوی کو گالیاں

اُسے بد ذات یہودی صفت..... اُسے خبیث سمجھ کر لعنت کھا گئی ۳۲۹
 جھوٹ کی جو نجاست پادریوں نے کھائی عبدالحق اور عبد الجبار غزنوی وغیرہ
 مخالف مولویوں نے بھی وہی نجاست کھائی ۳۲۹ اس زمانے کے ظالم مولوی
 خاص کر رئیس الدبجالیں عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیم نعل لعن
 الف الف مرة۔ ان کے منہ خدا کی لعنتوں کے لاکھ جوتے پڑیں ۳۳۰ اسلام
 کے بدنام کرنے والے غزنوی گروہ جو امرتسر میں رہتے ہیں..... سوچو کہ یہ سیاہ
 دل فرقہ غزنویوں کا کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے (۳۲۲)
 نہ معلوم یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم اور حیا سے کام نہیں لیتا...
 کیا اب تک عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر
 لعنت نہیں پڑی۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ذلت کی رو سیاہی
 کے اندر غرق کر دیا ۳۲۲ اُسے کسی جنگل کے وحشی ۳۳۳ اُسے اسلام کی
 عار مولویو! ذرا آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ کس قدر تمہ نے غلطی کی ہے جہالت
 کی زندگی سے تو موت بہتر ہے (۳۲۲) اُسے پلید و جال..... تعصب کے

خمار نے تجھے اندھا کر دیا ۳۲۲؎ یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مرد
 کہا رہے ہیں ۳۰۹؎ اب عبدالحق سے ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مباہلے
 کی برکت کا بیٹا کہاں گیا اندر ہی اندر تحصیل پا گیا (یعنی حل ہو گیا) یا پھر رحمت
 قہقری (واپس ہو کر) لطف بن گیا ۳۱۱؎ اب تک تو اس کی بیوی کے پیٹ
 سے چوہا بھی پیدا نہیں ہوا (۳۱۱؎ انجام آتم تصنیف مرزا جی)

اب ہم عبدالحق کی طرف رجوع کرتے ہیں ۲۰۴؎ یہ تیری حماقت لے
 کلب العناد (ضدی کہتے) اے نادان ۲۰۵؎ خدا نے تیرا منہ کالا کیا ۲۰۵؎
 بھو اس مست کہ ۲۰۶؎ اے شریر، اے غزنی کے بندر ۲۱۰؎ تو کتوں
 کی طرح ہے ۲۱۱؎ فطرت کا بھی (اجڑ) دل کا سیفہ (دکینہ) بہت بک بک
 کرنے والا ۲۱۲؎ ان پر خدا کی لعنت اور فرشتوں کی لعنت اور تمام نیک
 مردوں کی لعنت اور یہ آسمان کے نیچے بدترین خلاق ہیں اگر میرا اپنے تئیں
 مولوی کر کے پکاریں ۲۱۳؎ اے جنگلی شیطان، اے دجال ۲۱۹؎ لے کذاب
 اے احمقوں کے فضلے (پاخانے) ۲۲۰؎ تو نے بدکار عورتوں کی طرح اپنی
 زبان دراز کی اے دیو (شیطان) ۲۲۲؎ میں تیرے نفس میں علم اور
 عقل نہیں دیکھتا اور تو تو خنزیر کی طرح حملہ کرتا ہے اور گدھوں کی طرح آواز
 نکالتا ہے اور تو نے بدکار عورتوں کی طرح نفس (ناچ کیا تو سب سے بڑا
 فاسق (بد معاش) ہے ۲۲۵؎ کتا دانت پھینے والا (۲۳۴؎) اے مردار

کے کتے $\frac{۲۳۸}{۹۹}$ لیتیم (کینہ) بدگو۔ بدخو، ابلیس، لیسوں کا وارث۔ شقی،
چمکاؤڑ کی طرح اندھا $\frac{۲۴۰}{۹۹}$ کتوں کی طرح بھونکنے والا $\frac{۱۰۳}{۹۹}$ روحانی خزان
جلد ۱۲ حجتہ اللہ۔

سرمہر علی شاہ صاحب کو گالیاں

”کذاب (بڑا جھوٹا) غبیث، بچھو کی طرح نیش زن (ڈنگ چلانے والا)
اے گولڑہ کی سرزمین تو طعون کے سبب طعون ہو گئی، کھینہ، فرومایہ، گمراہی
کاشیخ، سیاہ دل، دیو، بد بخت جھوٹا $\frac{۱۸۸}{۹۹}$ بکواسی اس کی پلید کتاب
(سیف چشتیائی) گویا پاخانہ ہے (اعجاز احمدی $\frac{۱۹۲}{۱۹۲}$)
مرگیا بد بخت اپنے دار سے کٹ گیا سراپی ہی تلوار سے
کھل گئی ساری حقیقت سیف کی کم کرداب ناز اس مردار سے
(روحانی خزان $\frac{۴۰۲}{۱۸۸}$)

اے نادان..... ان لعنتوں کو کیوں آپ نے ہضم کیا جو درحالت سکوت
ہماری طرف سے آپ کی نذر ہوئیں..... بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت
(منٹ) میں سیاہ ہو جاتا ہے $\frac{۴۴۰}{۴۴}$ یہ گوہ کھانا ہے اے جاہل بے حیا $\frac{۴۴۱}{۴۴}$
اگر مر علی کو کچھ شرم ہوتی تو اس چوری کارازہ کھلنے سے مر جاتا.... شوخ بے حیا
 $\frac{۴۴۵}{۴۴}$ تو نے کفن دزدوں کی طرح ناقابل شرم چوری کی نہ صرف چور بلکہ کذاب

بڑا جھوٹا امبی..... اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پر صاحب
کے منہ میں رکھ دی ۴۲۸ (روحانی خزائن جلد ۱۸ نزول المسیح)

شیعہ عالم کو گالیاں

”جاہل تر، حسین کی عبادت کرنے والا۔ دیو کھوئی آنکھ والا ایک چشم ۱۹
روحانی خزائن اجماع احمدی ۱۸۹۷ تصنیف مرزا جی۔ خردوار شیخ منال
نبخنیہ تبلیغ رسالت ص ۲۱

عیسائیوں کے بزرگ پولس کو گالیاں

عیسائیوں کا مشرکانہ تعلیم کا تمام مدار اس شریر انسان کی باتوں پر ہے جس
کا نام پولس تھا (مکاشفہ تیتنا وحی اللہ الخداد)

آریہ قوم کے رشی دیانند کو گالیاں

”یہ شخص درحقیقت سیاہ دل جاہل ناحق شناس ظالم پنڈت، نالائق،
یادہ گو، بد زبان، پرلے درجے کا متکبر، ریاکار، خود ہیں، نفسانی اغراض سے
مبھرا ہوا، خبیث ملاہ، سخت کلام، خشک دماغ والا، موٹی سمجھ کا آدمی،
نااہل مثلاً — ست پچن تصنیف مرزا جی

بڑا جھوٹا بھی..... اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پر صاحب
کے منہ میں رکھ دی جیہ (روحانی خزائن جلد ۱۸ نزول المسیح)

شیعہ عالم کو گالیاں

”جاہل تر، حسین کی عبادت کرنے والا۔ دیو کھوئی آنکھ والا ایک چشم ۱۹
روحانی خزائن اعجاز احمدی ص ۸۸ تصنیف مرزا جی۔ خیردار شیخ منال
منجیف تبلیغ رسالت ص ۲۱

عیسائیوں کے بزرگ پولس کو گالیاں

عیسائیوں کا مشرکۂ تعلیم کا تمام مدارس شریر انسان کی باتوں پر ہے جس
کا نام پولس تھا (مکاشفۃ تیتقنا روحی اللہ الخاد)

آریہ قوم کے رشی دیانند کو گالیاں

”یہ شخص درحقیقت سیاہ دل جاہل نا حق شناس ظالم پنڈت، نالائق،
یادہ گو، بد زبان، پرلے درجے کا متکبر، ریاکار، خود ہیں، نفسانی اغراض سے
بھرا ہوا، خبیث مادہ، سخت کلام، خشک دماغ والا، موٹی سمجھ کا آدمی،
نااہل مثلاً ۹۔ ست پچن تصنیف مرزا جی

آریوں کے پریشگر کوگالیاں

بد نصیب پریشگر^{۱۹} دیانند کی گواہی سے ثابت ہو گیا کہ پریشگر کبھی ام چندر بنا کبھی کرشنن کبھی مچھرا ایک مرتبہ خوک یعنی سور بن گیا^{۲۰} شمن حق تصنیف نے

سوامی جی کوگالیاں

گندہ نامعقول^{۲۱} دیانندی فریب ملک دیانند ستیارتھ پرکاش میں اپنے بدبودار جہالت کا گند چھوڑ گیا^{۲۲} کتاب شمن حق

عام آریہ کوگالیاں

”کنبر ولد الزنا جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں مگر اس آریہ میں اس قدر شرم باقی نہ رہی^{۲۳} آریوں کے حق میں لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت“ (منہ حوالہ مذکور بالا)

مخصوص گالیاں

جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں (ردحانی خزائن جلد ۱۹ انوار اسلام^{۲۴} تصنیف مرزا جی

بے شک ہمارے دشمن جھگڑوں کے سوز میں اور ان کی عورتیں کیترا سے
بتیر ہیں۔ نجم الہدیٰ ص ۵۳ روحانی خزائن جلد ۴ تصنیف مرزا جی۔

”میری کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے
محارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعووں کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر
بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے“ (روحانی خزائن جلد ۵ آئینہ کمالات اسلام
ص ۵۴ تصنیف مرزا جی۔)

مرزائی احباب اکثر کہا کرتے ہیں کہ مرزا جی نے جو کچھ گالیاں دی ہیں،
جواباً دی ہیں لیکن یہ کتنا غلط ہے اور اگر بالفرض مخالفوں کی طرف سے گالیاں
دی بھی گئی تھیں تو ان کا یہ دعوئے تو نہیں تھا کہ ہم نبی یا رسول ہیں یا یہ کہ اللہ
تعالیٰ نے ہمارے لبوں پر رحمت جاری کر دی ہے اور ہم جو کلام کرتے ہیں
وہ گویا انمول موتی ہیں یا یہ کہ ہم اپنے نفس پر قابو پا چکے ہیں اور گالیاں سن کے دما
دیتے ہیں۔ مگر مرزا جی لکھتے ہیں:-

”خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز (مرزا جی) کو تہذیب
اور اخلاق کے ساتھ بھیجا“ ص ۲۲۶ روحانی خزائن جلد ۱۰ اربعین تصنیف مرزا
خدا کی طرف سے میرے (یعنی مرزا جی) لبوں پر رحمت جاری کی گئی ہے
میرا قول (یعنی بولنا) اور کلے موتیوں کی طرح ہیں ص ۲۳۹ حجتہ اللہ، روحانی خزائن
جلد ۱۲ تصنیف مرزا جی

میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا نے میرے نفس کو ایسا
مسلمان بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس
کو گندی سے گندی گالیاں دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہو گا اور اسے اقرار کرنا
پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔" مفوظ مرزا جی مندرجہ
منظور الہی مطبوعہ قادیان ہر روایت مولوی عبدالکحیم قادیانی ۱۹۸

۷۔ گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم
(شعر مرزا جی مندرجہ در ثمین اردو مطبوعہ ربوہ اور آئینہ کمالات اسلام ۱۳۴۵ھ)
یہ تو ابھی مرزا جی کے جوش میں رحم ہے اور غیظ گھٹا چکے ہیں اور اللہ
تعالیٰ نے مرزا جی کو رسول بنا کر تہذیب اور اخلاق کے ساتھ مبعوث فرمایا
ہے اور مرزا جی کے نفس کو اللہ تعالیٰ نے مسلمان بنایا ہے اور مرزا جی اپنے
نفس پر قابو پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مرزا جی کے لبوں پر رحمت جاری
فرمادی ہے اور مرزا جی گالیاں سن کے دعا دیتے ہیں۔ یہ حالت ہے۔
اگر یہ سب کچھ نہ ہوتا تو خدا جانے کیا ہوتا۔

ناظرین کرام! اگر وہ تمام گالیاں جو مرزا جی نے بزرگان قوم اور اپنے
ہم عصر علماء کو دی ہیں یک جا جمع کر دی جائیں تو یہ ایک ضخیم دفتر بن جائے
طوالت کے خوف سے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں بطور نوٹہ مقوڑی
سی تھمر کر دی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ مرزا جی میں برداشت کا مادہ

بجلی مفقود تھا اور اس نعمت سے بالکل محروم تھے ذرا سی بات سن کے اس قدر مغلوب الغضب ہو جاتے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا مرزا جی کے واسطے ایک معمولی بات تھی۔

ایک دفعہ ایک آریہ نے کہا کہ مرزا جی کوڑی کوڑی کو لا چار ہے۔ اس بات سے اس قدر آپسے باہر ہوئے کہ غیظ و غضب کی حد نہ رہی اور فرمانے لگے کہ:

حیرت ہے لالہ صاحب کو ہمارے قرض کی فکر کیوں پڑ گئی۔ ایک قوم ہندو جاٹ ہے اکثر ان کی عادت ہے کہ جب وہ اپنی لڑکی کا ناٹہ کسی جگہ کرنا چاہتے ہیں تو پہلے چپکے چپکے اس گاؤں چلے جاتے ہیں جہاں اپنی دختر کی نسبت کا ارادہ ہوتا ہے تب اس گاؤں میں پہنچ کر پٹواری کی کیسٹ اور گرد وری لور روز نامہ سے دریافت کر لیتے ہیں کہ اس شخص کی کتنی زمین ہے پڑتال کے بعد اپنی دختر دیتے ہیں لیکن اس جگہ تو ان امور میں سے کوئی بات نہیں (اردو حافی خزائن جلد ۲ شعبن حق ص ۳۲۲ تصنیف مرزا جی)

آریہ کا یہ کہنا کہ مرزا جی کوڑی کوڑی کو لا چار ہے اور مرزا جی کا اس کے جواب میں یہ کہنا کہ تمہیں مرے مقروض ہونے کا کیوں فکر ہے۔ ایک ہندو جاٹ قوم ہے جو اچھا کھانا پیتا گھر تلاش کر کے اپنی دختر کا ناٹہ کرتے ہیں۔ یہ بالکل ایسا ہے کہ سوال از آسمان جواب از رسیماں — مہلا کون ہیں جو اپنی

دختر کے واسطے کھانا پتیا گرسنیں لائیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ اپنی دکان کا
رشتہ ایسی جگہ کریں جن کے ہاں صبح کے وقت کھانے کو میسر ہو تو شام
کو بھوکے سوئیں اور شام کے وقت کھانے کو ملے تو دن کو روزہ سے ۔ اور
روپیٹہ ہو تو کرتہ نہ ہو اور اگر کرتہ ہو تو جوتا نہ دارو ۔

خود مرزا جی نے اپنی صاحبزادی کا رشتہ نواب محمد علی خان صاحب آف
مالیر کو ملے کے ساتھ کیا تھا اور حق مرہ ۵۴ ہزار روپے مقرر ہوا اور حضرت
صاحب نے مہر نامہ کی باقاعدہ رجسٹری کروا کے اس پر بہت سے لوگوں
کی شہادتیں ثبت کروائی تھیں (بحوالہ سیرۃ الہدی جلد ۱۲ ص ۵۳)
میں عرض کر رہا تھا کہ مرزا جی میں یہ کمزوری تھی کہ جب جوش میں آتے
تو ہوش بالائے طاق رہ جاتا ۔ اسی طرح ایک آریہ ہندو نے اسلام کے اس حکم
پر کہ جب عورت کا خاوند مر جائے تو وہ عقد ثانی کر لے یہ اس کے لیے بہتر
ہے ۔ اعتقاد کیا کہ جناب مرزا جی نے حسب ذیل نظم کہ ڈالی ۔

دوسرا بیاہ کیوں حرام نہ ہو جبکہ رسم نیوک جاری ہے
چکے چکے حرام کر دانا آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پہ یہ شیدا میں جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
غیر مردوں سے مانگتا لطفہ سخت جنت اور نابکاری ہے

نطفہ ناقص ہونے کی صورت میں اپنی بیوی کو غیر مرد سے حاملہ کرانے کا نام برہمن نیوک ہے ۔ اور یہ
آریہ دھرم میں صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحسن ہے ۔ (العیاذ باللہ)

غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے وہ نہ بیوی زن بازار میں ہے
 ہے وہ چند مال ڈوشٹ اور پانی جفت اسکی کوئی چھاری ہے
 نام اولاد کے حصول کا ہے ساری شہوت کی بے قراری ہے

بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلطیاد کی اس کو آہ وزاری ہے
 دس سے کروا چکی زنا لیکن پاکدامن ابھی بیچاری ہے

لالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں انکی لالہ نے عقل مار لی
 گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو ایسی جو روک پاسداری

اس کے یار کو دیکھنے کیلئے سربازار اس کی باری ہے
 جو رو بھی پر فدا ہیں یہ سچی وہ نیوگی یہ اپنے واری ہے

ہے قوی مرد کی تلاش انہیں خوب جو رو کی تھی گزاری ہے
 تاکہ کروائیں پھر اسے گندی پاک ہونے کی انتظاری ہے

دس سے کروا چکی زنا لیکن پاکدامن ابھی بے چاری ہے

(روحانی خزائن جلد ۱ آریہ دھرم ۴۷ تصنیف مرزا جی)

اس میں شک نہیں کہ حقد ثانی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور عقل کا تقاضا
 بھی یہی ہے کہ جب عورت کا خاوند مر جائے تو اس کا دوسرا نکاح کر دیا جائے
 بشرطیکہ عورت جوان ہو اور یہ بھی صحیح ہے کہ رسم نیوگ بہت ہی بری رسم ہے
 لیکن گندی گندی سے اور ناپاک پانی سے نہیں دھوئی جاتی اس کے لیے پاک

اور صاف پانی چاہیے۔ اگر کوئی شخص پیشاب آلودہ کپڑے کو پیشاب ہی سے دھونے اور پاک کرنے لگے تو کیونکہ پاک ہوگا۔

اس آریہ کو اچھے الفاظ سے بھی جواب دیا جاسکتا تھا کیونکہ مخالف کو حسن اخلاق سے مہذباز الفاظ کے ساتھ بہتر انداز پر جواب دے کر ہی قابل کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ
بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
(سورہ نحل ۱۲۵)

اپنے رب کی راہ کی طرف بلائیے حکمت
اور اچھی نصیحت یعنی داناتی اور سنجیدہ
الفاظ سے تبلیغ کیجئے اور اگر جھگڑے اور
بحث کی نوبت پیدا ہو جائے تو اپنے حربہ
اور مقابل کو الزام دو تو بہترین اسلوب سے
خواہ خواہ دل آزار اور جھڑپوں سے
مست کرو

مگر مزاجی کے دامن اخلاق میں ان الفاظ کے سوا اور تھا ہی کیا کیوں کہ
آخر خدا کا نبی جو ہوا (معاذ اللہ) اور پھر لطفیہ کہ جواب بھی اشعار میں جو فی نفسہ شان
نبوت کے خلاف ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:-

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي
لَهُ (سورہ یسین ۲۳)

ہم نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کو شعر گوئی کا علم سکھایا اور

نہی آپ کے نمایاں نشان ہے کہ شعر کہتے بھریں

ناظرین کرام! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں مرزا جی نے جو گالیاں دی ہیں یہ ان کی عادت تھی نہ کہ جواباً۔ اور اگر بقول مرزا جی اجاب جواب بھی دی ہیں تو بھی مرزا جی کو زیادہ تھا کہ جواباً گالیاں دیں کیوں کہ ان کا دعویٰ بقول ان کے بہت بلند تھا لیکن سوال یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرت علی علیہ السلام نے مرزا جی کا کیا بگاڑا تھا کہ انہیں بھی معاف نہیں کیا۔ چنانچہ مرزا جی لکھتے ہیں:-

کر بلا یست سیر ہر آغم!
مدحین است در کہ یہ نام

یعنی کر بلا ہر وقت میری سیر تھاہ ہے۔ شاہ حسین میری آستین میں پوشیدہ

ہے۔ (در ثمن فارسی دیوان مرزا جی)

یہ تو بلاؤ کہ اس (امام حسین رضی اللہ عنہ) سے تمہیں دینی فائدہ کیا
پہنچا ^{۱۸۶۸}۔ میں (مرزا جی) خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین (بے شک
حسین رضی اللہ عنہ ہمارے ہیں) دشمنوں کا کشتہ۔ پس فرق کھلا کھلا اور
ظاہر ہے ^{۱۹۳۱} سے (یعنی حسین کو) مجھ (مرزا جی) سے کچھ زیادت
(فضیلت) نہیں ^{۱۹۳۱}۔ مجھ (مرزا جی) میں اور تمہارے حسین میں بہت
فرق ہے کیونکہ مجھے (مرزا جی) تو ہر وقت مدد مل رہی ہے اور خدا کی تائید

مگر حسین تم دشت کربلا کو یاد کرو۔ اب تک روتے ہو پس سوچ لو ^{۱۸۱}۔
 تم نے اس کشتہ (یعنی حسین) سے نجات چاہی جو ناامیدی میں مر گیا ^{۱۹۲}۔
 تم نے خدا کے مجدد جلال کو مجھلادیا ہے اور تمہارا درد مرنے والے حسین ہے پس
 یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے سامنے گوہ کا ڈھیر ہے
^{۱۹۳}۔ پھر عجیب تر یہ بات ہے کہ حسین کو یہ شرف بھی نصیب نہ ہوا کہ وہ موت
 کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب دفن کیا جاتا ^{۲۲۵}۔
 (شاید مرزا جی روضہ اقدس کے اندر دفن ہوئے ہوں گے؟ مؤلف)
 قرآن شریف نے تمام حسین کو رتبہ انبیت (حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کے بیٹے ہونے کا حق بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں) (شاید مرزا جی کے
 نام کی سورہ نازل ہوئی ہوگی) (یعنی امام حسین) (حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کا بیٹا کہنا قرآن شریف کی نص صریح کے خلاف ہے ^{۲۲۳}۔ ^{۲۲۴}۔ روحانی
 خزائن جلد ۸ تصنیف مرزا جی۔

(پھر تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہت بڑی غلطی ہوئی جو یہ فرمایا۔
 هَذَا ابْنُ اَبْنَاهِی (حسن اور حسین میرے بیٹے ہیں۔) نمودار اللہ من ذلک۔
 علامہ ابن حجر ^{۱۸۱} اپنی کتاب صواعق محررقہ کے ^{۱۸۱} پر لکھتے ہیں:
 قیامت کے دن اعلان ہوگا غنموا ابصارکم حتی تبصروا
 فاطمة الزهراء (سب اپنی آنکھیں بند کریں کیونکہ فاطمہ الزہراء کی

کی سواری گزر رہی ہے۔

مرزا جی لکھتے ہیں :-

”ایک دفعہ میں عشار کی ناز سے فارغ ہوا تو اس وقت نہ تو مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ ہی کوئی بے ہوشی کے آثار رکھتے بلکہ میں بیداری کے عالم میں تھا اچانک سامنے آڈرائی اور آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ مقررہ دیر کے بعد دیکھتا ہوں دروازہ کھٹکھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب آ رہے ہیں۔ یہ بیسج تن پاک ہیں یعنی علی کرم اللہ وجہہ ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے اور حسرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیکھتا ہوں کہ فاطمہ الزہراء نے میرا سر اپنی ران پر رکھ دیا اور آئینہ کالات اسلام ۵۴۹، ۵۵۰ء

مرزا جی لکھتے ہیں :-

”پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑا اور اب نئی خلافت کو ایک زندہ علی (یعنی مرزا جی آتم میں موجود ہے) اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔“ (ملفوظات احمدیہ جلد دوم ص ۱۲۲ مطبوعہ ربوہ)

”رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے ہاتھ کا بنا ہوا پنیر کھا لیا کرتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ سؤر کی چربی اس میں پڑتی ہے۔“

میان مرزا جی بردایت مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی۔ اخبار الفضل

۷۔ اس کی نبوت کے ابطال پر کئی دلائل قائم تھے۔

۸۔ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔

۹۔ ان کی بغیر آپ کے معجزانہ پیدائش ایسی تھی جیسے برسات میں کیڑے کوڑے خود پیدا ہو جاتے ہیں۔

۱۰۔ وہ رجولیت سے محروم تھے اور ہجڑا ہونا کوئی صفت نہیں۔

۱۱۔ گندی گالیوں کی وجہ سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کر لیا تھا۔

۱۲۔ آپ کے ہاتھ میں سوائے مکرو فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔

۱۳۔ آپ کانجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے تھی کہ جدی مناسبت درمیان میں رہے۔

۱۴۔ آپ علمی عملی قوتوں میں بہت کچے تھے۔

۱۵۔ آپ ایک دفعہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

۱۶۔ ایک نوجوان بے تعلق عورت آپ کی خدمت کرتی تھی۔

۱۷۔ آپ کی تین وادیاں اور نائیاں زنا کار کسی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظور پذیر ہوا۔

ناظرین کرام مرزا ساجی نے جو انمول موتی بکیرے ہیں انہیں معلوم کرنے کے بعد مرزا ساجی کی ایک نفعیت بھی ملاحظہ فرمادیں، جو اپنی ایک تقریر میں فرمائی تھی :-

”ایک شخص کو کتے نے کاٹا۔ اس کی لڑکی بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ
 کیا۔ جواب دیا۔ بیٹی! انسان سے کتابیں نہیں ہوتا۔ اسی طرح انسان کو
 چاہیے کہ جب کوئی شریکالی دے تو میں کو لازم ہے کہ اعراض کرے
 نہیں تو وہی کتابیں کی شال صادق آئے گی“

(تقریر مرزا جی مندر جہر پورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

مرزا جی کا کہنا ہے :-

”کسی شخص کو جاہل نادان، دنیا پرست، مکار، فیسی، گنوار، متکبر،
 وغیرہ الفاظ کہنے والا شریعوں اور منصفوں کے اور نیک سرشت لوگوں
 کے نزدیک گندہ طبع اور بد زبان ہوتا ہے“ (مفہوم اشتہار مرزا جی ۹ ستمبر ۱۹۵۷ء)
 (مندرجہ مجموعہ اشتہارات مرزا جی جلد ۲ ص ۱۴۶)

مرزا جی کی کتاب روحانی خزائن جلد ۸ نور الحق حصہ اول کے ۱۵۸ کے
 آخری چار سطریں اور ۱۵۹ سے ۱۶۲ کے ختم تک ادکارہ کے مرزائیوں
 میں سے کوئی مرزائی باوازا بلند سپیکر کھلی مجلس میں جہاں احمدی اور
 غیر احمدی احباب موجود ہوں یا اپنی مسجد میں بروز جمعہ بعد نماز جمعہ یا
 ادکارہ کے اپنے سالانہ جلسہ کے موقع پر پڑھ کے سنا دے تو میں بیسٹل
 روپے نقد انعام دوں گا۔

ناظرین کرام! آپ حیران ہوں گے کہ آخر ان صفحات پر کیا لکھا ہوا ہے

تو گزارش ہے کہ صرف لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، لعنت، جس کا شمار ایک ہزار تک ہے، کے سوا کچھ بھی نہیں۔

میرے دوست نے مجھے مرزا جی کا ایک شعر سنایا تھا۔ میں بھی اپنے اس رسالہ "انول موتی" کو مرزا جی کے ایک لاجواب اور انول شعر پر ختم کرتا ہوں۔

مرزا جی اپنے مخالفوں سے مخاطب ہیں:-

بن کے رہنے والو! تم ہرگز نہیں ہو آدمی

کوئی ہے رو بہ کوئی ہے خنزیر اور کوئی ہے مار

در شین اردو ۹۷

نوٹس:- مذکورہ حوالہ جات غلط ثابت کرنے والے کو، فی حوالہ

دس روپے نقد انعام دیا جائے گا۔

حافظ عبدالرحمن عفی عنہ

ادکارہ ۳۰-۸



تالیف

ابن سرور ابو الشہید حافظ عبد الرحمن منظر گڑھی

مکتبہ سیرور سیکرٹری

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون: ۸۴۴۷۲۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (پ ۷)

اور نہیں قتل کیا انہوں (یعنی یہودیوں) نے اسے (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو) یقیناً بلکہ اٹھالیا۔ اللہ نے اسے اپنی طرف اللہ ہے زبردست اور حکمت والا۔

مرزائی احباب وفات مسیح (علیہ السلام) پر بہت زور دیتے ہیں۔ کیونکہ مرزا جی کی مسیحیت کے راستے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات سد سکندری بنی ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں ایک فیصلہ کن بات ارشاد فرمائی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک مدینہ منورہ میں میرے حجرے (اقدس) کے اندر بننے لگی جیسا کہ احادیث ذیل سے ثابت ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِلَى الْأَرْضِ يَتَزَوَّجُ وَيُولِدُ لَهُ وَيَمُوتُ فِي الْأَرْضِ خَمْسًا وَأَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُدْفَنُ مَعِيَ فِي قَبْرِى فَأَقُومُ أَنَا وَعِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فِي قَبْرِى وَاحِدَيْنِ ابْنِ بَكْرٍ وَعُمَرُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ تَعَالَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّى أَرَى أَنَّ عِيشَ بَعْدَكَ فَتَأْذَنُ لِي أَنْ أُدْفَنَ إِلَى جَنْبِكَ فَقَالَ إِنِّى لِي بِذَلِكَ مِنْ مَوْضِعِ مَا فِيهِ إِلَّا مَوْضِعَ قَبْرِى وَقَبْرِ ابْنِ بَكْرٍ

عمر و قبر عیسیٰ ابن مریم ۳ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ يُدْفَنُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ مَعَ رَسُولِ
 اللَّهِ تَعَالَى صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبِيهِ فَيَكُونُ قَبْرُهُ
 رَابِعًا ۴ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ عَنْ جَدِّهِ قَالَ مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَةِ صِفَتُ مُحَمَّدٍ
 صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ
 ۵ قَالَ أَبُو مُوَدُّ وَكَدِّ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعَ قَبْرِ -

ترجمہ نمبر ۱ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے
 کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نازل ہوگا عیسیٰ ابن مریم زمین پر اور
 کرے گا بیوی (کیونکہ وہ کنوارے آسمان پر اٹھائے گئے تھے) اور اللہ تعالیٰ
 اُسے اولاد عطا فرمادیں گے اور رہیں گے زمین پر پینتالیس برس، پھر
 مریں گے اور دفن ہوں گے۔ میرے روضہ (اقدس) میں پھر قیامت کے
 دن اٹھوں گا میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبرے البوکرہ اور عمر کے درمیان
 سے مشکوٰۃ باب نزول مسیح ص ۴۸، نمبر ۲ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
 سے روایت ہے کہ فرمایا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 میرا خیال ہوتا ہے شاید میں آپ کے بعد تک زندہ رہوں گی تو آپ
 مجھ کو اس کی اجازت دیں کہ میں آپ کے پہلو میں دفن ہوں۔ تو آپ

نے فرمایا میں اس کی بھلا کیسے اجازت دے سکتا ہوں یہاں صرف میری
 قبر اور ابو بکر عمر کی قبر اور عیسیٰ ابن مریم کی قبر مقدر ہے۔ ابن عساکر کنز ص ۲۶۸
 نمبر ۲ عبداللہ بن سلام بیان فرماتے تھے کہ عیسیٰ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم اور آپ کے دو جان نثار یعنی ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس
 دفن ہوں گے اور اس لحاظ سے ان کی قبر چوتھی ہوگی (درمنثور ص ۲۳۵)
 نمبر ۳ عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ توراۃ میں حضرت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی لکھی ہے
 کہ عیسیٰ علیہ السلام آپ کے پاس دفن ہوں گے۔ (درمنثور ص ۲۳۵)
 نمبر ۴ فرمایا ابو مودود نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس
 میں ایک قبر کی جگہ بچی ہوئی ہے۔ مرقاۃ ص ۱

ان احادیث کی صحت پر مرزا جی نے بھی دست خط فرمادیئے ہیں۔
 نمبر ۵ اور اس پر چودہ سو سال سے مسلمانوں کا کلی اتفاق بھی ہے۔ کہ
 روضہ اقدس میں چوتھی قبر کی جگہ بچی ہوئی ہے۔ آخر وہاں کیوں کسی کو
 دفن نہیں کیا گیا؟ وہ بظاہر ہے کہ وہ جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے
 چھوڑی ہوئی ہے۔ ورنہ کس کا جی نہیں چاہتا تھا کہ وہاں دفن ہو اور
 حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو اجازت بھی چاہی تھی مگر
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دفن کا عذر فرما کر

جواب نفی میں دیا جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہے۔ فیصلہ یہی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ امت مسلمہ کے اجماع کے بعد انکار کی کیا گنجائش مزید برآں جبکہ مرزاجی نے بھی تصدیق فرمادی لیکن بعد میں مرزاجی اپنی مسیحیت کی راہ ہموار کرنے کے واسطے اس بارے میں جو گرگٹ کی طرح مختلف رنگ اور پینتر سے بدلے ہیں وہ بھی ملاحظہ ہوں۔ سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ مرزاجی کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں ہوئی ہے۔ نمبر ۲ اور مرزاجی نے تفسیر علیؑ ملنے کے بعد نمبر ۳ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اصلاح خلق کے پیش نظر باطل عقائد اور خیالات کی بیخ کنی کے سلسلہ میں ۱۸۸۲ء میں براہین احمدیہ لکھی۔ نمبر ۴ اور اسی کتاب کے اندر قرآن شریف کی روشنی میں ایک آیت سے ثابت کیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ اور وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ نمبر ۵ پھر اس کے بارہ سال بعد یعنی ۱۸۹۶ء تک یہی فرماتے رہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ نمبر ۶ مرزاجی کی موت ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں واقع ہوئی ہے۔ حساب لگالیں بات ظاہر ہے کہ ستر سالہ زندگی کے دوران ۵۸ سال تک یہی فرماتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں دوبارہ تشریف لائیں گے اور صرف آخر کے بارہ سال خود عیسیٰ بن مریم بننے کی غرض سے ۱۸۹۶ء کو اپنا عقیدہ بدلا۔ نمبر ۷ اور پھر

۱۹۰۸ء ۲۵ مئی تک اسی عقیدہ پر قائم رہے کہ مسیح مر چکا ہے۔ اور پھر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو خود دست اور قے، نمبر ۸ یعنی مرض ہیضہ سے بروز منگل جہان فانی سے رخصت ہوئے۔ نمبر ۹ پھر لطف یہ کہ جب حیاتِ عیسیٰ کا عقیدہ بدلا تو فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک سو میں برس کی عمر میں وفات پائی۔ نمبر ۱۰ پھر پانچ ماہ بعد لکھا کہ ایک سو پچیس برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ نمبر ۱۱ پھر چار سال بعد لکھا کہ ایک سو تین سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ نمبر ۱۲ اسی طرح قبر کے متعلق لکھا کہ مسیح کی قبر ان کے اپنے وطن گلیل میں ہے۔ نمبر ۱۳ پھر کچھ سال بعد فرمایا کہ مسیح کی قبر بیت المقدس میں ہے۔ نمبر ۱۴ پھر کچھ سال بعد فرمایا کہ مسیح کی قبر کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں ہے۔ نمبر ۱۵ اگرچہ مرزا جی پر قبر مسیح کا معاملہ پھر مشتبہ ہوا۔ اور اپنے مرنے سے گیارہ دن پہلے لکھا کہ مسیح کی قبر مدینہ منورہ کے قریب وادی حقیق میں ہے۔ نمبر ۱۶ لیکن مرزائی احباب کشمیر والی قبر ہی مسیح کی قبر بتلاتے ہیں جس کا قبر مسیح ہونا کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز ثابت نہیں۔

جلسہ طرح میں نے ایک نہیں بلکہ پانچ روایتیں آپ کے سامنے پیش کی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے اندر بنے گی۔ اسی طرح اگر مرزائی احباب صرف اور

صرف ایک حدیث ہی پیش کر دیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے ہیں۔ اور ان کی قبر کشمیر سری نگر
محلہ خان یار میں ہے۔ تو میں

دس ہزار

روپے نقد انعام دوں گا۔ اور اپنی تمام کتابیں جلا کر مرزائیت قبول کر
لوں گا۔ **فَإِنْ كُنتُمْ تَعْلَمُونَ وَلَكِنْ تَفْعَلُوا**۔ اور اگر بیش
نہ کر سکو۔ اور کر بھی نہ کر سکے (تو پھر میری مخلصانہ درخواست ہے
کہ اپنے خیالات اور عقائد پر از سرے نو نظر ثانی کریں۔ شاید کہ اتر جائے
تیرے دل میں میری بات۔) (نوٹ) اگر مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے اندر چوتھی قبر بن چکی ہے تو حضرت عیسیٰ
علیہ السلام مر گئے ہیں اور اگر ابھی چوتھی قبر نہیں بنی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام
یقیناً زندہ ہیں۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا
تھا۔ **ان عیسیٰ لویمت وانه راجع الیکم قبل
لیوم القيامة**۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی نہیں مرے اور
وہ تمہارے پاس قیامت سے پہلے ضرور تشریف لائیں گے۔ (در منثور ج ۲)

حافظ عبد الرحمن

- ع ۱۔ روحانی خزائن جلد ۳ ازالہ اولیام ص — تصنیف مرزاجی۔
 ص ۱۶ کشتی نوح تصنیف مرزاجی۔
 ج ۱۹
- ع ۲۔ روحانی خزائن جلد ۳ کتاب البریہ ص ۱۷۷ تصنیف مرزاجی۔
- ع ۳۔ تذکرہ یعنی مکاشفات مرزاجی ص ۲۰
- ع ۴۔ آخر کتاب روحانی جلد ۲ سرمد چشم آریہ۔ تصنیف مرزاجی۔
- ع ۵۔ روحانی خزائن جلد ۱ ص ۵۹۳ اور ص ۶۰۱ تصنیف مرزاجی۔
- ع ۶۔ روحانی خزائن جلد ۱ ص ۱۱۳ اعجاز احمدی تصنیف مرزاجی۔
- ع ۷۔ سیرۃ المدی حصہ اول روایت ۱۲ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد۔
- ع ۹۔ خودنوشت میر ناصر مرزاجی کا خسر ص ۱۲
- ع ۱۰۔ روحانی خزائن جلد ۱ ص ۲۰۲ تصنیف مرزاجی۔
- ع ۱۱۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ تریاق القلوب ص ۴۹۹ تصنیف مرزاجی۔
- ع ۱۲۔ روحانی خزائن جلد ۲ تذکرۃ الشہادتین ص ۲۹ تصنیف مرزاجی۔
- ع ۱۳۔ روحانی خزائن جلد ۱۳ ازالہ اولیام ص ۲۵۳ تصنیف مرزاجی۔
- ع ۱۴۔ روحانی خزائن جلد ۸ اتمام الحجہ ص ۲۹۶ تصنیف مرزاجی۔
- ع ۱۵۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ کشتی نوح ص ۱۶ تصنیف مرزاجی۔
- ع ۱۶۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ چشمہ معرفت ص ۲۱۶ تصنیف مرزاجی۔

مرزا صاحب کی بیعت میں شامل نہ ہونے والے
 کل مسلمان مرزا صاحب اور اکابر جماعت احمدیہ کے
 نزدیک کافر اور دترہ اسلام سے خارج ہیں بحوالہ مرزا
 صاحب کی کُتب اور لٹریچر جماعت احمدیہ

تکفیرِ مسلم

تالیف

ابن سرور ابوالشہید حافظ عبدالرحمن منظر گڑھی

مکتبہ سروریہ

مخزن العلوم ۹ بی ون ٹاؤن شپ لاہور

فون: ۸۴۲۷۶۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس مختصر سے پمفلٹ میں جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور اکابرِ جمعیت احمدیہ کی کتب سے وہ حوالہ جات نقل کئے گئے ہیں۔ جن سے یہ مسئلہ واضح ہوتا ہے کہ جس مسلمان دغیر مرزائی مانے نہ مرزائیت اختیار کی۔ اور نہ ہی مرزا صاحب کی بیعت میں شامل ہوا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج ہے۔ جیسا کہ آپ اس پمفلٹ میں پڑھ لیں گے۔ چونکہ یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ مرزائی دلائل و براہین کی رو سے شکست کھا چکے ہیں۔ لہذا مسلمانوں کو اپنے فریب میں لانے کے واسطے یہ پراپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ حج کرتے۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور وہی قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ جو تم پڑھتے ہو۔ اور وہی کلمہ ہمارا ہے۔ جو تم سب مسلمانوں کا ہے باوجود اس کے معلوم نہیں۔ کہ تمہارے مولوی ہمیں (مرزائیوں کو) کافر کیوں کہتے ہیں؟ چنانچہ یہ سوال اکثر مرزائی عام مسلمانوں سے اس کثرت سے کرتے ہیں۔ کہ جن مسلمانوں کا مطالعہ صرف محدود ہی نہیں۔ بلکہ مفقود ہے۔ اور قریب قریب اکثریت کا یہی حال ہے وہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور بالکل وہی سوال جو ایک مرزائی عام مسلمانوں سے کرتا ہے وہ ہم سے آکر کرتے ہیں۔ سو اس سوال کے دو جواب ہیں۔ ایک تحقیقی۔ دوسرا الزامی۔ تحقیقی جواب انشاء اللہ العزیز مقرب۔ چھپ کر آپ تک پہنچ جائے گا۔ رہا الزامی وہ یہ ہے۔ کہ ہم بھی آخر قرآن شریف

پڑھتے ہیں۔ روزے رکھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ حج کرتے ہیں۔ اور ہمارا بھی وہی کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ہے جسے بظاہر سب مرزائی پڑھتے ہیں۔ اور پوچھے اور کانِ اسلام پر ہم (غیر مرزائی) مرزائیوں سے پہلے ہی سے کار بند ہیں۔ تو ہم غلامِ احمد اور اکابرِ جماعتِ احمدیہ کے نزدیک کیوں کافر ہیں۔ آخر ہمارے کفر کی کیا وجہ ہے؟ کیا ہم کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ نہیں پڑھتے؟ یا ہم اہل قبلہ نہیں ہیں۔ کہ ہمارے ساتھ مل کر نمازیں پڑھنا ممنوع قرار دیا۔ ہماری نماز جنازہ حرام قرار دی۔ اور ہمیں لڑکی کا رشتہ دینے والے احمدی کو جماعت سے علیحدہ کیا۔ اس سوال کے جواب سے پوری امت مرزائیہ عاجز ہے۔ لیکن جلدی سے کہہ دیتے ہیں۔ جناب ہم کسی کو کافر نہیں کہتے۔ البتہ مرزا صاحب اور اکابرِ جماعتِ احمدیہ نے صرف ان علماء اور عوام کو جنہوں نے خود پہلے جناب مرزا صاحب کو کاذب جانا اور جماعتِ احمدیہ پر کفر کے فتوے لگائے۔ کافر کہا۔ نہ کہ تمام علماء اور سب مسلمانوں کو۔ حالانکہ یہ حقیقت کے بالکل برعکس ہے۔ جھوٹ ہے جس میں سچ کا شائبہ تک نہیں۔ مرزا صاحب اور اکابرِ جماعتِ احمدیہ کے نزدیک صرف وہی کافر نہیں۔ جسے مرزا صاحب کو کاذب اور جماعتِ احمدیہ کو کافر کہا۔ بلکہ وہ بھی کافر ہے جو مرزا صاحب کو دل میں بھی سچا جانتا ہے اور زبان سے بھی سچے ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ مگر بیعت میں شامل نہیں۔ بلکہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے نزدیک کل مسلمان جو مرزا صاحب کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے وہ کافر اور دائرۃ اسلام سے خارج

ہیں۔ خواہ کسی نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو۔ کیا جس نے مرزا صاحب کا نام تک نہیں سنا۔ اس نے مرزا صاحب یا جماعت احمدیہ کو کافر کہا ہے۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ اصل بات یہ ہے کہ کوئی (غیر مرزائی) مرزا صاحب کو کافر جانے یا مسلمان جب تک بیعت میں شامل نہ ہو۔ مرزائیوں کے نزدیک وہ مسلمان نہیں۔ چنانچہ چند عبارتیں مرزا صاحب اور اکابر جماعت احمدیہ کی کتب سے نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمادیں۔ عبدالرحمن

۱۔ ”میری کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے **گالیاں** ہیں۔ اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعووں کی تصدیق کرتے ہیں مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے“

آئینہ کمالات اسلام ص ۵۲ تصنیف جناب مرزا صاحب
۲۔ اور جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا۔ تو صاف سمجھا جائے گا۔ کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔ انوار اسلام ص ۳۔ روحانی خزائن جلد ۹ ص ۳
۳۔ بلا شک ہمارے دشمن جھگڑوں کے سوار ہیں۔ اور ان کی عورتیں کٹیوں سے بدتر ہیں۔ نجم الہدی ص ۵۵ روحانی خزائن جلد ۱۲ تصنیف مرزا صاحب

۴۔ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ ہر ایک وہ شخص جس کو **فتویٰ کفر** میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں۔ بحوالہ تذکرہ مجاہد الہامات و مکاشفات جناب مرزا صاحب حقیقۃ الوحی ص ۱۶۶

۲۱ مجھے الہام ہوا۔ جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ اور تیرا مخالف ہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔ بحوالہ کلمۃ الفصل ۳۹ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بی اے ۵
۳۲ جو شخص میرا مخالف ہے۔ وہ عیسائی۔ یہودی۔ مشرک ہے۔

روحانی خزائن علامہ نزول المسیح ص ۳۸۲ تصنیف جناب مرزا صاحب۔

۳۳ ہر ایک شخص جو موٹی کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا۔ یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے۔ مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو تو مانتا ہے۔ مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد صاحب) کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

بحوالہ کلمۃ الفصل ۴۰ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد بی اے

۳۴ پہلی بات یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب کو الہام کے ذریعہ اطلاع دی کہ تیرا انکار کرنے والا مسلمان نہیں۔ اور نہ صرف یہ اطلاع دی۔ بلکہ حکم دیا کہ تو اپنے منکروں کو مسلمان نہ سمجھ۔ دوسری بات یہ کہ حضرت صاحب نے بعد الحکم خاں کو جماعت سے اس واسطے خارج کیا۔ کہ وہ غیر احمدیوں کو مسلمان کہتا تھا۔ تیسرے یہ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنے کا ایک خبیث عقیدہ ہے۔

چوتھے یہ کہ جو ایسا عقیدہ رکھے اس کے لئے رحمت الہی کا دروازہ بند ہے

کلمۃ الفصل ۴۱ تصنیف صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بی اے

۳۵ بچوں دورِ شہری آغاز کر دند مسلمان را مسلمان باز کر دند

اس الہامی شعر میں دیہ شعر مرزا صاحب کا ہے، اللہ تعالیٰ نے کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس میں خدائے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے مسلمان تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اور جب تک یہ لفظ استعمال کیا جائے لوگوں کو پتہ نہیں چل سکتا کہ کون مراد ہے۔ مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں ہیں۔ بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے۔ الکلمۃ الفصل ۵۳

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو بھی بعض وقت اس بات کا خیال آیا کہ کہیں میری تحریروں سے غیر احمدیوں کے متعلق مسلمان کا لفظ دیکھ کر لوگ دھوکہ نہ کھائیں۔ اس لئے آپ نے کہیں کہیں بطور ازالہ کے غیر احمدیوں کے متعلق ایسے الفاظ بھی لکھ دیئے کہ وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں جہاں کہیں بھی مسلمان کا لفظ ہو اس سے مدعی اسلام سمجھا جائے نہ کہ حقیقی مسلمان۔ الکلمۃ الفصل ۳۶

پس یہ ایک یقینی بات ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے جہاں کہیں بھی غیر احمدیوں کو مسلمان کہہ کر پکارا ہے وہاں صرف یہ مطلب ہے کہ وہ اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں ورنہ آپ حسب حکم الہی اپنے منکروں کو مسلمان نہ جانتے تھے۔

بحوالہ کلمۃ الفصل ۳۷

۷ ”آپ“ (یعنی مرزا صاحب) کے مبعوث کئے جانے کی یہ غرض نہ تھی کہ لوگ آپ کو مسلمان سمجھ لیں اور بس۔ بلکہ یہ تھی کہ آپ کو قبول کریں۔ اور آپ مسلمان راہلماں باز کردند کے مطابق مسلمان کہلانے والوں کو سچے اور حقیقی مسلمان بنائیں پس حضرت مرزا صاحب نے یہ کہی نہیں کہا۔ کہ جو مجھے مسلمان کہہ لے وہ پکا مسلمان ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہی کہا۔ کہ جو مجھے مانے گا اور قبول کرے گا وہی مسلمان ہوگا۔“

بحوالہ اخبار الفضل قادیاں جلد ۶ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۱۸ء

۸ ”آپ نے یعنی مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس شخص کو بھی جو آپ کو سچا جانتا ہے۔ مگر مزید اطمینان کے لئے اس بیعت میں توقف کرتا ہے کافر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ اس کو بھی جو آپ کو دل میں سچا قرار دیتا ہے اور زانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن ابھی بیعت میں اسے کچھ توقف ہے۔ کافر ٹھہرایا ہے۔ ارشاد میاں محمود احمد صاحب رسالہ تخیذ الاوان جلد ۶ نمبر ۴ اپریل ۱۹۱۸ء

۹ ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں“

بحوالہ آئینہ صداقت ص ۳۵ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ قادیاں

۱۰ حضرت مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رشتہ کے متعلق کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر

احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔
مرکبات خلافت ص ۵۵ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد

۲۔ ایک اور بھی سوال ہے کہ غیر احمدیوں کو لڑکی دینا جائز ہے یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے اس احمدی پر سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی کو دے آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ مگر آپ نے اسے بھی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ مگر غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ کی وفات کے بعد اس نے غیر احمدیوں کو لڑکی دے دی۔ تو حضرت خلیفہ اول نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا۔ اور جماعت سے خارج کر دیا۔ ابھی چند ماہ ہوئے ایک شخص نے غیر احمدیوں میں اپنی لڑکی دی تھی میں نے اسے جماعت سے الگ کر دیا

بحوالہ التوارخ خلافت ۹۳ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد

۳۔ یہ اعلان بغرض آگاہی عام شائع کیا جاتا ہے۔ کہ احمدی لڑکیوں کے نکاح۔ غیر احمدیوں سے کرنے ناجائز ہیں۔ بحوالہ اخبار الفضل جلد ۲۰ مورخہ ۲۴ فروری ۱۹۳۳ء جو شخص اپنی لڑکی کا رشتہ غیر احمدی کو دیتا ہے میرے نزدیک وہ احمدی نہیں کوئی شخص کسی کو غیر مسلم جانتے ہوئے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں نہیں دے سکتا الے نکاح خواں کے متعلق ہم وہی فتویٰ دیں گے جو اس شخص کی نسبت دیا جاسکتا ہے جس نے ایک مسلمان لڑکی کا نکاح ایک عیسائی یا ہندو لڑکے سے پڑھ دیا ہو۔

بحوالہ اخبار الفضل جلد نمبر ۸۸ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۲۱ء

ملکہ پانچویں بات جو اس زمانہ میں ہماری جماعت کے لئے مہایت ضروری ہے وہ غیر احمدی کو رشتہ نہ دینا ہے۔ جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً

حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا۔ اور نہ یہ جانتا ہے۔ کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دیدے ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے۔ کہ کافر ہو کہ بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔“

ملکۃ اللہ ص ۶۷ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد

نماز کے متعلق مل صبر کرو۔ اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اسی میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے۔ اور یہی اس جماعت کی ترقی کا موجب ہے

بحوالہ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء اخبار الحکم ارشاد جناب مرزا صاحب: بطوفات جلد ۱ ص ۳۲
مل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سختی سے تاکید فرمائی ہے کہ کسی احمدی کو غیر احمدی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ باہر سے لوگ اس کے متعلق بار بار پوچھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ تم جتنی دفعہ پوچھو گے۔ اتنی دفعہ میں یہی جواب دوں گا۔ کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں۔ جائز نہیں۔ جائز نہیں۔

انوار خلافت ص ۸۹ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد

مل ان لوگوں کو اپنا امام نہیں بنانا چاہئے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول نہیں کیا۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مغضوب ٹھہر چکے ہیں۔ اور ہمیں اس وقت تک کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ جب تک کہ وہ بیعت میں داخل نہ

ہو جائے۔ اور ہم میں شامل نہ ہو..... ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے چھپے نماز نہ پڑھیں

بحوالہ انوار خلافت عند تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

مرزا صاحب سے سوال ہوا۔ کہ اگر کسی جگہ امام نماز حضور کے حالات سے واقف نہیں۔ تو اس کے چھپے نماز پڑھ لیں یا نہ پڑھیں حضرت مسیح موعود یعنی مرزا غلام احمد صاحب نے فرمایا پہلے تمہارا فرض ہے اسے واقف کرو۔ پھر اگر نہ تصدیق کرے نہ تکذیب۔ وہ بھی منافق ہے۔ اس کے چھپے نماز نہ پڑھو۔

بحوالہ ملفوظات احمدیہ جلد چہارم ص

بخازہ کے متعلق - سوال - کیا کسی کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو۔ یہ کہنا جائز ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت نصیب

کرے اور مغفرت کرے...

جواب - غیر احمدیوں کا کفر بالکل ثابت ہے۔ اور کفار کے لئے دعا، مغفرت

جائز نہیں۔ بحوالہ اخبار الفضل جلد ۸ نمبر ۵۹ ماہ فروری ۱۹۲۱ء

۲ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب کسی کافر کا جنازہ پڑھا۔ تو وہ ابتداء زمانہ اسلام کی بات تھی جبکہ تبلیغ پورے طور پر پہنچ چکی تھی۔ تو بعد میں مشرکین کو حرم میں آنے کی بھی اجازت نہ رہی۔ اگر حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فعل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

منکرین کے جنازہ کی اجازت دی۔ تو وہ بھی اوائل کی بات تھی۔ بعد میں اگر کسی نے اس فتوے کو جاری سمجھا۔ تو وہ اس کی اجتہادی غلطی ہے۔ جس کو حضرت خلیفہ اول حکیم نور الدین صاحب صاف حکم کے ساتھ رد کر دیا۔ کہ بغیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں۔

بحوالہ اخبار الفضل قادیان جلد ۳ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۶۶ء

آپ کلہی مرزا غلام احمد صاحب کا ایک بیٹا فوت ہو گیا جو آپ کی زبانی طور پر تصدیق بھی کرتا تھا جب مرا تو مجھے یاد ہے آپ ٹہلتے جاتے تھے اور فرماتے کہ اس نے کبھی شہر آشور کی حقیقتی بلکہ میرا فرمانبردار ہی رہا ہے ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوؤا۔ اور شدت مرض میں مجھے غش آگیا جب مجھے ہوش آیا۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ میرے پاس کھڑا نہایت دروسے رو رہا تھا آپ یہ بھی فرماتے کہ یہ میری بڑی عزت کیا کرتا تھا لیکن آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ حالانکہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے محمدی بیگم کے متعلق جب جھگڑا ہوا تو اس کی بیوی اور آپ کے رشتہ دار بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے حضرت صاحب نے اس کو فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ اس نے طلاق کچھ کر حضرت صاحب کو بھیج دی۔ کہ آپ کی جس طرح مرضی ہے اس طرح کریں لیکن باوجود اس کے جب مرا۔ تو آپ نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔

بحوالہ انوارِ خلافت ص ۹ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد

۴ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں ایک لڑکا پڑھتا ہے چراغ الدین نام۔ حال میں جب وہ اپنے وطن سیالکوٹ گیا تو اس کی والدہ صاحبہ فوت ہو گئی متوفیہ کو اپنے بچے سے بہت محبت تھی۔ مگر سلسلہ میں داخل نہ تھی اس لئے چراغ الدین نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔ اپنے اصول

اور مذہب پر قائم رہا۔ شاباش اے تعلیم الاسلام کے غیور فرزند کہ قوم کو اس وقت تجھ سے غیور کی ضرورت ہے زندہ باش۔

بحوالہ اخبار الفضل جلد ۲، نمبر ۱۲۹، مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۱۵ء

۱۵ جناب چودہری محمد ظفر اللہ خاں صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم احمدی تھے۔ لہذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔

ٹریکٹ نمبر ۲۲ بعنوان احرار کی راست گوئی کا نمونہ۔

الناشر: مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ضلع بھنگ (ضوٹ)، جماعت احمدیہ کی طرف سے ۱۹۹۵ء کے انتخابات کے دوران ایک اشتہار شائع ہوا تھا جس میں بڑے فخر کے ساتھ یہ بیان کیا گیا تھا کہ قائد اعظم نے سر ظفر اللہ خاں کو عزیزیے کے نام سے نوازا تھا۔ مگر اسی بیٹے نے نہ ہی مرحوم کو مسلمان جانا اور نہ ہی نماز جنازہ میں شرکت کی (از مرتب)

۱۶ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ابوطالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے، مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا۔ اور نہ رسول خدا نے۔

الفضل ۲۸، اکتوبر ۱۹۵۲ء

۱۷ ایک اور سوال یہ رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ فوت ہو جائے۔

جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا مکھڑ نہیں۔ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا جنازہ نہیں ٹپھا جاتا۔ کتنے لوگ ہیں جو ان کا جنازہ پڑھتے ہیں اصل بات تب ہے کہ جو مذہب مل ناپ کا ہوتا ہے شریعت وہی مذہب ان کے بچے کا قرار دیتی ہے پس غیر احمدی کا بچہ غیر احمدی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔ انوار خلافت ص ۹۹ تصنیف مرزا بشیر الدین محمود احمد ع ۹ اگر یہ کہا جائے کہ کسی ایسی جگہ جہاں تک تبلیغ نہیں پہنچی۔ کوئی مرا ہو۔ اور اس کے مرچکنے کے بعد وہاں کوئی احمدی پہنچے۔ تو جنازے کے متعلق کیا کرے اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم تو ظاہر پر ہی نظر رکھتے ہیں چونکہ وہ ایسی حالت میں مرا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے رسول اور نبی کی پہچان اسے نصیب نہیں۔ اس لئے ہم جنازہ نہیں پڑھیں گے۔

بحوالہ اخبار الفضل جلد ۲ نمبر ۱۳۶ مورخہ ۲ مئی ۱۹۱۵ء

مکمل مقاطعہ
حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم نے مسیائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روک لیا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان کے ساتھ دل کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی۔ دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناظر ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے اگر کو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں۔ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی

اجازت ہے اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے۔ تو جواب ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے

بحوالہ کلمۃ الفصل ص ۶۹ تصنیف صاحبزادہ بشیر احمد بنی، اے

(از مرتب) صاحب زادہ بشیر احمد بنی، اس نے غیر مرزاٹیوں کے ثبوت کفر پر مستقل ایک رسالہ تصنیف کیا ہے جس کا نام کلمۃ الفصل ہے۔ یہ رسالہ ۹۴

صفحات پر مشتمل ہے۔ علاوہ ازیں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثالث فی امام جماعت احمدیہ کے وہ بیانات جو اس موضوع پر وقتاً فوقتاً اخبار الفضل میں چھپتے رہے ہیں اگر کبھی جمع کیا جائے تو یہ ایک ضخیم دفتر بن جائے طوالت کے خوف سے بطور نمونہ

چند عبارتیں نقل کر دی ہیں۔ اب آخر میں جماعت اسلامی کے رسالہ ترجمان القرآن کی ایک

عبارت نقل کر کے علامہ اقبال مرحوم کے شعر پر اپنے اس پمفلٹ کو ختم کرتا ہوں

”جماعت اسلامی سے آپ لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ وہ آپ کو غیر مسلم اقلیت“

قرار دینا چاہتی ہے۔ لیکن آپ لوگ کبھی ٹھنڈے دل سے یہ نہیں سوچتے۔ کہ یہ آپ کے

اپنے ہی مذہبی عقیدے کا لازمی نتیجہ ہے۔ آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک اور نبی

کی نبوت کے قائل ہیں اور ہر اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں۔ جو اس کی نبوت پر ایمان

نہ لائے۔ یہ نئی نبوت ایک ایسی دیوار ہے جس نے آپ کو تمام دنیا کے مسلمانوں سے الگ

کر دیا ہے۔ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہر شخص کو

کاذب اور اس پر ایمان لانے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ یہ دیوار آپ کے عقیدے

کی بنا پر بھی اور مسلمانانِ عالم کے عقیدے کی بناء پر بھی ایسی ناقابلِ عبور ہے کہ اس کی موجودگی میں آپ اور ہم ایک امت میں کسی طرح جمع نہیں ہو سکتے۔ نبوت کے دعوے سے یہ نتیجہ آپ سے آپ نکلتا ہے کہ جو اس کو مانے۔ وہ ایک امت ہو۔ اور جو اس کو نہ مانے وہ دوسری امت۔ اس چیز کا دعویٰ لے کر جب ایک شخص اٹھ چکا ہے تو لا محالہ اسے سچا سمجھنے والوں کے نزدیک وہ سب لوگ کافر ہونے چاہئیں۔ جو اسے جھوٹا سمجھیں۔ اور اسی طرح اسے جھوٹا سمجھنے والوں کے نزدیک بھی وہ سب لوگ کافر ہونے چاہئیں جو اسے سچا سمجھیں۔ اب جبکہ یہ صورت حال ایک امر واقعی کے طور پر موجود ہے۔ تو آخر آپ لوگ اسے تسلیم کرنے سے گریز کیوں کرتے ہیں؟ آپ کو سیدھی طرح یہ مان لینا چاہئے۔ کہ مرزا غلام احمد کی نبوت کے منکرین آپ کے عقیدے کی رو سے غیر مسلم الکفریت ہیں اور اس پر ایمان لانے والے نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے عقیدے کی رو سے غیر مسلم اقلیت“

پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت

کہتی ہے کہ یہ مؤمن پادینہ ہے کافر اقبال مرحوم

ترجمان القرآن جلد ۷، عدد ۶ ص ۳۲۵ اشارات

حافظ عبد الرحمن

مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی طبری رائے

ایک نادر کتاب

جس کے مطالعہ سے مرزا جی کی ذہنیت اور خانہ ساز نبوت کا مکمل پتہ چلتا ہے برف
نے یہ کتاب آسمانی ذہن کے نام سے تالیف کی ہے جو اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے شاید
آج تک آپ کی نظر سے ایسی کتاب نہ گزری ہو۔ اس کتاب میں مرزا جی کے کاشانہ نبوت میں
عشق کا ایک رومانی منظر نظر آتا ہے پنجابی نبوت کے ساتھ مجازی عشق کا پیوند ملاحظہ فرمائیں
مجھے یقین ہے کہ اس کتاب کے پڑھنے سے جودلت اور سرور آپ کو حاصل ہوگا۔ شاید
وہ لطف کسی اور کتاب کے پڑھنے سے نہ حاصل ہوا نہ ہوگا۔ عجب یہ ہے کہ یہ ساری داستان
اور کہانی مرزا جی کی اپنی زبان ہے۔

زبان جل جالتے گریں نے کہا ہو کچھ سرِ محشر
تہا ری شیخ کے چھینے تمہارا نام لیتے ہیں

منظور احمد عفا عنه

ناظم ادارہ مرکزی دعوتِ اِشاد و پیش چاہیہ عربیہ جنویہ و ضلع جھنگ

مرزا سیت پر مولف کی دیگر تالیفات جو صرف لائق مطالعہ ہی نہیں بلکہ جن کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔ (۱) چھوٹا منہ بڑی بات حصہ اول، دوم (۲)، انمول موتی (۳)، درد مند خاتون (۴)، راہِ صواب (۵)، انجام مرزا (۶)، ختم نبوت (۷)، حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام (۸)، اوصوری باتیں (۹)، مخفیہ مسلم (۱۰)، توبین حسین،